بر کۃ العصر حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی

کے

معمولاتِ رمضان

*

تحریر

نور الحسن راشد کاندھلوی

*

ناشر

مکتبہ دین و دانش کاندھلہ۔ ضلع مظفر نگر (یو۔پی)

مخدومی و مکرمی جناب سید صباح الدین عبدالرحمن صاحب کی خدمت میں
از
نور الحسن راشد
۱۳/۱/۱۹۸۱ء

بَرَکَۃُ العَصر حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی

کے

معمولاتِ رمضان

Accession No. 20015
Class No. 107/063
Book No. 0001272
DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY AZAMGARH U.P.

جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی کے اپنے پیر و مرشد اور دوسرے بزرگوں کی معیت و رفاقت میں گزرے ہوئے رمضانوں کی تفصیلات، حرمین شریفین کی پرانوار فضا میں گذرے ہوئے رمضانوں کا دلآویز تذکرہ سہارنپور میں اعتکاف کی ابتداء، وہاں کے شب و روز کے مفصل احوال اور حضرت مدظلہٗ العالی کے ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۹۶ھ تک کے رمضانوں کی کیفیات، ان کے معمولات، ذوقِ عبادت و تلاوت اور مجاہدہ و ریاضت کا مفصل بیان ہے

تحریر

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

مکتبہ دین و دانش کاندھلہ ضلع مظفر نگر یو۔پی

پن کوڈ ۲۴۷۷۷۵

کتاب	حضرت شیخ الحدیث کے معمولاتِ رمضان
مؤلف	نورالحسن راشد کاندھلوی۔
سنہ طباعت	شوال المکرم ۱۴۰۰ھ ستمبر ۱۹۸۰ء
طابع و ناشر	مکتبہ دین و دانش کاندھلہ مظفر نگر پن کوڈ ۲۴۷۷۷۵
کتابت	ظہیر الاسلام
قیمت	5/00
مطبع	محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند

سرودِ رفتہ باز آید کہ نہ آید
نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

اقبال

رہنمائے طریق

صفحات		شمار
۴	فہرست مضامین	۱
۷	حرف آغاز	۲
۱۳	ابتدائے کتاب	۳
۱۳	حکایتِ ماضی	۴
۱۶	حال کی ماضی سے حیرت انگیز مشابہت	۵
۱۶	اسوۂ نبوی کا چلتا پھرتا نمونہ	۶
۱۸	رمضان کا انتظار و استقبال	۷
۱۹	رمضان ۱۳۳۲ھ کی یاد	۸
۲۱	۱۳۳۵ھ کا رمضان	۹
۲۴	تراویح میں لقمہ کا لطیفہ	۱۰
۲۵	ایک اور لطیفہ	۱۱
۲۶	پہلا سفر حج اور جہاز کے معمولات	۱۲
۲۹	مکہ معظمہ میں ۱۳۳۸ھ کے معمولات	۱۳
۳۰	عید الفطر ۱۳۳۸ھ کو مسلسل بیوم العید کی اجازت۔	۱۴
۳۰	ایک قرآن یومیہ اور بہت سے اہم معمولات کی ابتداء	۱۵

۱۶	رمضان کی راتوں میں نہ سونے کا معمول	۳۲
۱۷	تمام رات تلاوت قرآن کریم کا معمول	۳۳
۱۸	عصر بعد قرآن پاک سنانے کا معمول	۳۳
۱۹	مفتی سعید احمد اجراڑوی کو قرآن پاک سنانے کی خواہش اور ان کا جواب۔	۳۵
۲۰	ایک رمضان میں ساٹھ قرآن پڑھنے کی کوشش	۳۶
۲۱	افطار میں کھانا نہ کھانے کا معمول	۳۶
۲۲	سحری میں چائے نہ پینے کی عادت	۳۷
۲۳	رمضان میں ملاقات کا معمول	۳۸
۲۴	رمضان میں خط وکتابت کی ممانعت	۳۹
۲۵	رمضان ۱۳۳۵ھ مدینہ منورہ میں	۳۹
۲۶	نظام الدین میں رمضان اور فضائل رمضان کی تالیف	۴۱
۲۷	رمضان ۱۳۶۳ھ نظام الدین میں	۴۳
۲۸	۱۳۶۵ھ کا رمضان نظام الدین میں	۴۴
۲۹	۱۳۶۶ھ کا پرخطر رمضان نظام الدین میں	۴۸
۳۰	رمضان میں حضرت مدنی کی معیت و رفاقت	۵۰
۳۱	ماہ مبارک میں حضرت مدنی وغیرہ اکابر کے نام خطوط	۵۱
۳۲	رائے پور میں رمضان	۵۳
۳۱	رائے پور میں دوسرا رمضان	۵۶

۳۴	سہارنپور میں یکسوئی کے رمضان	۵۸
۳۵	رمضان ۸۴ – ۱۳۷۴ھ کے معمولات	۶۰
۳۶	سہارنپور میں اعتکاف کی ابتدار	۶۲
۳۷	رمضان ۱۳۸۵ھ اور دارِ جدید میں اعتکاف کی ابتدار	۶۳
۳۸	معمولات و نظام الاوقات رمضان ۱۳۸۵ھ	۶۵
۳۹	۱۳۸۶ھ کا رمضان اور اس کے معمولات	۶۸
۴۰	سنہ ۸۸ – ۱۳۸۷ھ کے رمضان	۷۲
۴۱	رمضان ۱۳۸۹ھ حرمین میں	۷۲
۴۲	۱۳۹۰ھ کا رمضان سہارنپور میں	۷۴
۴۳	صحبتے با اولیار کا تعارف	۷۵
۴۴	۱۳۹۱ھ کا رمضان اور اس کے مفصل معمولات	۷۵
۴۵	رمضان ۱۳۹۳ھ حرمین میں	۷۸
۴۶	رمضان ۱۳۹۴ھ سہارنپور میں	۷۹
۴۷	رمضان ۱۳۹۵ھ کے احوال	۸۳
۴۸	معمولات رمضان ۱۳۹۶ھ	۸۴
۴۹	معمولاتِ رمضان ۱۳۹۷ھ	۸۶
۵۰	رمضان ۱۳۹۸ تا ۱۴۰۰ھ	۸۸
۵۱	خاتمۃ الکلام	۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

شہر الصبر و شہر المواساۃ رمضان المبارک اسلامی سال کا سب سے بابرکت اور مقدس مہینہ ہے یہ مہینہ اسلام کے ایک اہم ترین اور باعظمت رکن (روزہ) کے پورا ہونے کا ذریعہ، اور مسلمانوں کے لئے رضاءِ الٰہی اور قربِ خداوندی حاصل کرنے کا خاص موقعہ ہوتا ہے اس مہینہ کو نزولِ قرآن کی ابتداء کا شرف اور لیلۃ القدر خیر من الف شہر کی انمول نعمت و دولت، حاصل ہے۔

رمضان المبارک کی صحیح قدردانی اس کے حقوق کی ادائیگی کی فکر، اس دولتِ بے بہا کو لوٹنے، اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی ترغیب و یاددہانی کے لئے ہر دور میں اکابرین امت اور ائمہ عصر نے مختلف کتابیں تحریر فرمائیں۔

اس موضوع پر تالیفات کی ابتداء دوسری صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی بقول شیخ محمد بن جعفر کتانی فضائل رمضان پر پہلی تالیف حضرت امام (محمد بن ادریس) شافعیؒ (ولادت ۱۵۰ھ/۷۶۷ء، وفات ۲۰۴ھ/۸۲۰ء) کی "فضائل رمضان" ہے[1]

حضرت امام شافعیؒ کے استاد حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ (ولادت ۱۳۱ھ/۷۴۸ء وفات ۱۸۹ھ/۸۰۴ء) کی تالیف "نوادر الصیام" کا بھی مورخین نے ذکر کیا ہے[2]

ان تالیفات کے بعد محدثین کرام اور اساطین امت نے مختلف زبانوں میں مختلف

---

[1] الرسالۃ المستطرفۃ (دمشق ۱۳۷۷ھ) صہ ۵۹ -

[2] کشف الظنون ملا کاتب چ ۱۹۷۹ء/۲ بیروت)

حیثیتوں سے رمضان المبارک اور اس کے فضائل و مسائل پر بکثرت قیمتی کتابیں تالیف فرمائیں۔ تیسری صدی ہجری کے رجالِ علم میں نامور محدث حسین بن حسن مروزی (متوفی ۲۴۶ھ) اور شیخ ابو سعید (احمد بن عیسیٰ بن زید) خراز محدث (متوفی ۲۷۸ھ) نے کتاب الصیام، حافظ ابن ابی الدنیا (عبد اللہ بن محمد عبید (متوفی ۲۸۱ھ) نے فضائل رمضان، اور امام محدث محمد بن نصر مروزی (متوفی ۲۹۴ھ) نے قیام رمضان کے نام سے رسائل تحریر فرمائے لہ (موخر الذکر رسالہ شائع ہو چکا ہے)

شیعہ عالم حریز بن عبد اللہ کوفی ازدی بغدادی متوفی ۲۲۹ھ کی تالیفات میں بھی "کتاب الصیام" کا ذکر ملتا ہے ٢ہ

علمائے متاخرین میں نامور مورخ و محدث حافظ ابن عساکر (ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ متوفی ۵۷۱ھ/۱۱۷۶ء) کی تالیف "جزء فضائل رمضان" کا ذکر ناگزیر ہے۔ جزء فضائل رمضان اپنے موضوع کی جامع ترین تالیفات میں ہے، اس کا خطی نسخہ مؤلف کے قلم سے دار الکتب الظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے ٣ہ

اس موضوع کی عمدہ کتابوں میں سے ایک اور کتاب شیخ عثمان بن محمد ازہری شامی نزیل مدینہ منورہ (متوفی ۱۲۱۰ یا ۱۲۱۳ھ) کی تالیف "راحۃ الجنان

لہ تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیے۔ کشف الظنون ک ۱۲۷۹ کہ ۱۴۳۴۔ ایضاح المکنون اسماعیل پاشا بغدادی ک ۱۰۴/۲۔

٢ہ ہدیۃ العارفین۔ اسماعیل پاشا ک ۲۶۴/۱۔ ٣ہ فہرست مخطوطات العربیہ (قسم حدیث) مرتبہ شیخ ناصر الدین البانی (دمشق ۱۳۷۹ھ صہ ۸۴-۷۹۔ ابن عساکر کے اسی نسخہ کا عکس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی لائبریری میں ناچیز کی نظر سے گذرا ہے۔

فی احکام الصوم و فضائل رمضان ہے۔ اس اہم کتاب کا کسی مورخ نے ذکر نہیں کیا ہے[۱]۔ اس کا قلمی نسخہ مؤلف کے قلم سے ہمارے ذاتی ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ اس وسیع ذخیرے کا محتاط سے محتاط انتخاب بھی پچاسوں سے متجاوز ہوگا۔ جن کی ان صفحات میں نہ گنجائش ہے نہ ضرورت۔

اردو میں بھی جو اپنے اسلامی ذخیرہ کے لحاظ سے عربی کے بعد دنیا کی سب سے زیادہ متمول زبان ہے بہت سے علماء اور اہلِ قلم نے اس موضوع پر مفصل و مختصر کتابیں اور جامع رسائل لکھے ان تالیفات کی تعداد بھی کئی سو تک ہوگی قاموس الکتب میں روزہ اور اس کے متعلقات پر تقریباً پچاس کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے[۲] ہر چند کہ یہ اردو کی تمام کتابوں کا اور مکمل تعارف نہیں ہے۔ تاہم اس سے اردو میں رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر تالیفات کی کثرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

رمضان المبارک سے متعلق کتابوں کی اس طویل قطار میں جو مقبولیت و محبوبیت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہ العالی کی کتاب "فضائل رمضان" (اور اس سلسلہ کی دوسری تالیفات فضائل نماز، فضائل قرآن، فضائل ذکر، فضائل تبلیغ، فضائل درود وغیرہ) کو حاصل ہوئی۔ وہ اردو کی مذہبی کتابوں کی تاریخ میں ایک منفرد مثال ہے۔ حضرت مولانا سید

---

[۱] شیخ عثمان بن محمد زہری کی ایک تالیف "اوائل فی الحدیث" کا خیر الدین زرکلی نے ذکر کیا ہے۔ الاعلام ۴/۲۱۴ (طبعہ رابعہ)

[۲] قاموس الکتب۔ مرتبہ انجمن ترقی اردو پاکستان "کراچی ص ۳۴۷ تا ۳۵۱۔"

ابوالحسن علی ندوی مجموعہ رسائل فضائل کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"فضائل کے رسائل ہی ہمارے زمانہ کی مقبول ترین اردو مطبوعات ہیں۔ شیخ کے اخلاص اور تبلیغی جماعت کے اپنا لینے کی وجہ سے ان کی اتنی اشاعت ہوئی۔ اور وہ اس کثرت سے پڑھے اور سنائے گئے کہ شاید اپنے حلقہ کی کوئی کتاب نہ اتنی بار چھپی اور نہ اتنی پڑھی گئی" لہ

ڈاکٹر عبدالحق۔ مذہبی تصانیف کے اردو تراجم میں حضرت شیخ کے مجموعہ رسائل فضائل کو (برصغیر ہند و پاک میں) قرآن کے بعد سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"اس عہد کے سب سے مشہور بزرگ حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث نے احادیث کے انتخاب و ترجمہ کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے جو تبلیغی نصاب کے نام سے مشہور عام ہے۔ یہ براہ راست کسی کتاب کا ترجمہ نہیں لیکن اس میں حدیث کے تراجم کا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ حکایات صحابہ، فضائل رمضان، فضائل ذکر، فضائل تبلیغ، فضائل قرآن، فضائل درود شریف علیحدہ علیحدہ صورتوں میں بھی ملتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ موجودہ دور میں قرآن کے بعد سب سے زیادہ شائع ہونے والی یہی کتاب ہے" ٢ہ

لہ سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی مرتبہ مولانا محمد ثانی حسنی صہ ١٣٣۔

٢ہ ترجمہ کا فن اور روایت۔ مرتبہ ڈاکٹر قمر رئیس (دہلی ١٩٧٦ء) صہ ٢٥٥۔

Accession No. 107/663
Class No. 0220/272

بہت محتاط اندازہ کے مطابق رسائل فضائل کا یہ مجموعہ اردو میں حضرت ہندوستان میں دس لاکھ سے زیادہ شائع ہو چکا ہے اگر پاکستان میں شائع ہونے والے اردو ایڈیشنوں (اس وقت سولہ سترہ ایڈیشن بازار میں ہیں) اور اس مجموعہ کے پندرہ سے زیادہ ملکی و غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کی اشاعتوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ تعداد یقیناً پچیس ۲۵ لاکھ سے متجاوز ہوگی۔

فضائل رمضان کی تالیف کے تقریباً ۴۳ سال بعد ۱۳۹۲ھ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے اس کا ضمیمہ "اکابر کا رمضان" تالیف فرمایا۔ جس میں اپنے اکابر کے رمضان کے معمولات، اور ان کے ذوق عبادت و تلاوت اور مجاہدہ و جفاکشی کا ذکر کیا گیا ہے۔

بزرگوں کے اتباع میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کا معمول رمضان المبارک کو عبادت و ریاضت کے لئے خاص کر دینے، تمام علمی مصروفیات اور غیر علمی کام یک لخت ترک کر دینے، اور ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو جانے کا رہا ہے۔ رمضان میں حضرت کے چند مخصوص احباب اور متوسلین بھی سہارنپور آجاتے تھے۔ مگر ان کی تعداد بالعموم دس بارہ سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY
دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڈھ
AZAMGARH

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا [illegible] کاندھلویؒ کے انتقال کے بعد ان حضرات کے متوسلین حضرت سے رجوع ہوئے اور جس طرح ان حضرات کے یہاں رمضان گذارتے تھے۔ اسی طرح حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں رمضان گذارنے کے متمنی ہوئے۔ حضرت نے چند منتخب افراد کو اجازت عطا فرمائی۔ اس تعداد میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا رہا۔ اور گذشتہ چند سال سے ماہ مبارک کا یہ اجتماع ایسا روایتی اور تاریخی اجتماع ہو گیا ہے جس کی نظیریں ماضی میں بھی بہت زیادہ نہیں ہیں۔

رمضان المبارک کے ان تاریخی ایام کی سرگزشت آئندہ صفحات میں بیان کی گئی ہے۔ جس میں علو ہمت، ایثار و استقلال، توکل و استغناء خدمت خلق اور انسانیت کا بڑا سبق ہے۔ کاش ہم اس سے سبق حاصل کریں۔

آخر میں خدائے رحمان و رحیم سے دست بدعا اور ملتجی ہوں کہ اس کوشش کو شرفِ قبول سے نوازے۔ اور اس عاصی و خاطی کو صلاح و فلاح اور اتباعِ سنت کی دولت عطا فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

نورالحسن راشد

۱۵ / ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملت اسلامیہ پر منجملہ انعامات الٰہیہ کے ایک بڑا اکرم یہ رہا ہے کہ حق تعالیٰ ہر دور میں اس امت میں کسی ایسی شخصیت کو پیدا فرما دیتا ہے جس کی زندگی بزرگانِ سلف کی جیتی جاگتی یادگار، جس کا علم و فضل علمائے قدیم کے علم و فضل کا نمونہ جس کے مجاہدات و عبادات بزرگانِ سلف کی ریاضت و مجاہدات کا پرتو اور جو تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق میں صوفیاء صالحین کا وارث و امین اور جس کے صبح و شام اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مظہر و مصدق ہوں۔

بارہویں صدی ہجری کی ایک ایسی ہی بلند مرتبت شخصیت، عارف باللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا تذکرہ، حضرت کی کیمیا اثر مجلسوں کے تاثرات اور خانقاہ کے مشاہدات سرسید احمد خاں نے آثار الصنادید میں قلم بند کئے ہیں وہ لکھتے ہیں:-

"میرا کیا مقدور ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور مقاماتِ باطنی کا حال لکھ سکوں، کیونکہ حالات آپ کے اس سے سوا ہیں جو بیان ہو سکیں، اور مقامات اس سے بہت ہیں جو لکھنے میں آویں۔ سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال، اور تجرید اور تجرد اور حلم و کرم اور سخاوت اتم، اور ایثار و انکسار آپ کی

ذات پر ختم تھے، جو کچھ آیا جس قدر ہوا، سب بنام اللہ صرف کیا اور کبھی کل کا غم نہ کیا، دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر میں بسر کی۔ اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رکھی۔

"میں آپ کے کس کس کمال کا ذکر کروں، علم ایسا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے، اور زہد و مجاہدہ ایسا کہ بیان اس کا نہیں ہو سکتا، تقویٰ اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اس سے ممکن نہیں اور اس پر عجز ویسا ہی انکسار ویسا ہی، اتباع سنت اس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ وہاں قدم نہ رکھ سکیں، آپ کی صحبت سے اس قدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھ کر اٹھنے کو جی نہ چاہتا"

اسی تذکرہ میں چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں :-

"اپنے پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے، اور حقیقت میں میرے اعتقاد کے بموجب اپنے پیر بھی فوق لے گئے"۔

سبحان اللہ کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاؤ نہ تھا۔ اللہ اللہ کیا اطاعت سنت تھی کہ سر مو بھی فرق نہ تھا۔ توکل اس درجہ پر تھا کہ کبھی کسی طرح کا خیال دل میں نہ آتا، امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کے فقرا کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کریں ہرگز آپ منظور نہ فرماتے"

اسی تذکرہ کے مندرجہ اقتباسات بھی پڑھتے چلئے :-

○ "آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہان میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے آپ کے بیعت اختیار کی، میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد

اور مصر اور چین، اور حبش، کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی، اور خدمتِ خانقاہ کو سعادتِ ابدی سمجھے، اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان، اور پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امڈتے تھے۔

○ حضرت کی خانقاہ میں پانسے (پانچسو ۵۰۰) فقیر سے کم نہیں رہتا تھا اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا، اور باوجودیکہ کہیں سے ایک حبہ مقرر نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے سب کام چلاتا تھا، اس پر فیاضی وسخاوت اس قدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم نہیں پھیرا۔

○ آپ کے اوقات نہایت منضبط تھے، کلام اللہ آپ کو حفظ تھا، اور تحقیق قراءت بھی خوب تھی، نمازِ صبح بہت اول وقت ادا فرماکر دس سپارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے اور بعد اس کے حلقہ مریدین جمع ہوتا، اور تا نمازِ اشراق سلسلۂ توجہ اور استغراق جاری رہتا، بعد ادا کرنے نمازِ اشراق کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی، جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہیں ان سے پوچھا چاہیے کہ اس میں کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے والوں کا کیا حال ہوتا تھا۔ جہاں نامِ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا آتا آپ بیتاب ہو جاتے، اور اس بے تابی میں حاضرین میں عجب کیفیت طاری ہوتی تھی۔

○ بعد اس درس تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا کہ عبادتِ معبود کو کافی ہوتا تناول فرماکر باتباع سنتِ نبوی قیلولہ استراحت میں

آرام کرتے تھوڑی دیر بعد اول وقت نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر فقہ اور کتب تصوف میں مشغول ہوتے، اور بعد نماز عصر تا نماز مغرب حلقہ مریدین کا جمع ہوتا، اور ہر ایک، آپ کی توجہ سے علو مدارج حاصل کرتا۔ لے

حال کی ماضی سے حیرت انگیز مشابہت۔

جن خوش بخت و با نصیب افراد کو ایک بار بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی، بارک اللہ فی حیاتہ و نفع المسلمین بطول بقائہ وافاض علینا بعلومہ و برکاتہ - کی خدمت عالیہ میں حاضری کی سعادت میسر آئی ہے، وہ اس کی شہادت دیں گے کہ تاریخ خود کو ایک بار پھر دہرا رہی ہے۔ حضرت مدظلہ العالی کی خانقاہ کے بھی یہی حالات، یہی مناظر و کیفیات، اور یہی دستور و معمولات ہیں - خیال آتا ہے کہ شاید سرسیدؒ نے حضرت کی خانقاہ ہی کی منظر کشی کی ہے۔

اسوۂ نبی کا چلتا پھرتا نمونہ

حضرت کا وجود گرامی اس دور میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی مادیت کے پرستاروں کے لئے ایمان بالغیب اور توکل علی اللہ کا عظیم پیکر اور متوسلین کے لئے مکارم اخلاق اور اسوۂ نبوی کا چلتا پھرتا نمونہ ہے۔

لے آثار الصنادید، نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۰ - صا۱۱ - ۱۲ باب چہارم

بقول مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی :-

"حضرت شیخ الحدیث کی ذات سراپا جمال ہے، نہ مشیخت کی شان نہ اس کے آداب و رسوم کی پابندی، نہ زاہدانہ تقشف نہ خشک وعظ و پند، مزاج میں سادگی و بے تکلفی، باتوں میں حلاوت و شگفتگی، لطف و مدارات اور مکارم اخلاق کا مجسم پیکر جو دلوں کو تسخیر کرتا ہے، شیخ کی زندہ کرامت ان کے دسترخوان کی وسعت اس کا تنوع، اور مہمان نوازی ہے، کوئی دن تیس چالیس مہمانوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اور بعض زمانوں میں ان کی تعداد سیکڑوں تک پہونچ جاتی ہے۔ پھر ہر مہمان کی ضروریات کا پورا پورا لحاظ جس کی مثال اس زمانہ میں نہیں مل سکتی، یہی حال روحانی فیوض و برکات کا ہے"

اس زمانہ میں سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا فیض سب سے زیادہ حضرت شیخ ہی کی ذات سے جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس سرچشمۂ ہدایت کو عرصہ دراز تک باقی رکھے [1]

یوں تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی پوری ہی زندگی تعلق مع اللہ علو ہمت، جہد مسلسل اور سعی پیہم سے عبارت ہے [2] لیکن ماہ مبارک میں خاص

---

[1] ماہنامہ) معارف اعظم گڈھ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ فروری ۱۹۶۹ء صد ۸۲۔

[2] حضرت والا کے خاندان، ولادت و طفولیت، تربیت و تعلیم، مجاہدہ و ریاضت اجازت و تکمیل، اسفار و مشاغل، تالیفات اور درس و تدریس کا عکس جمیل خود حضرت کے قلم سے خود نوشت آپ بیتی میں آگیا ہے۔ مختصر حالات (اگلے صفحہ پر)

طور پر عبادت و ریاضت، ذکر و تلاوت، مجاہدہ و نفس کشی اپنے شباب پر ہوتے ہیں

رمضان کا انتظار و استقبال۔

حضرت مدظلہ العالی کے یہاں ماہِ سعید - رمضان المبارک کا کتنا انتظار و استقبال، اس کی قدر شناسی اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کتنا اہتمام و انہماک، اور اس کے خصوصی اعمال، ذکر و تلاوت و عبادت میں کتنی محویت و استغراق ہوتا ہے اس کا کچھ اندازہ دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے۔ یہ کیفیت دیدنی ہے نہ کہ شنیدنی

کاغذ میں کب سمائے جو وہ ماجرا لکھوں

لڑکپن کے رمضان حضرت والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ کے ظلِ عاطفت میں بسر کئے، اس کے بعد تقریباً ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۴۵ھ تک ۱۷ سال اپنے مرشد حضرت مولانا خلیل احمد محدث انبہٹویؒ کی خدمت میں گزارے، اسی دوران چند رمضان حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی رفاقت میں پورا رمضان گزارنے کا موقعہ نہیں آسکا - تاہم رمضان المبارک کے مختلف ایام میں متفرق طور پر کئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) کے لئے رجوع فرمائیے مقدمہ اوجز المسالک از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہم ص۲۱ تا ۲۱ (قاہرہ ۱۳۹۳ھ) حیاتِ خلیل از مولانا محمد ثانی حسنی ص۲۰۳ تا ص۲۱۲ اور سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص۱۰۷ تا ص۱۳۰۔

بار ساتھ ہوا، اس کی کہانیاں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نہایت ذوق وشوق سے بیان فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی معیت و رفاقت میں بھی دور رمضان گذارنے کا اتفاق ہوا۔ ان رجال علم و صلاح کے ساتھ بیتے ہوئے ایام مبارکہ کی تفصیل آئندہ صفحات میں ... آرہی ہے۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

رمضان ۱۳۳۲ھ کی یاد

حضرت والانے اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ کی حیات میں صرف ایک رمضان سہارنپور میں گذارا، اس رمضان کے معمولات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"سہارنپور کے دوران قیام میں پورا رمضان سہارنپور میں گذارنا بجز ایک رمضان کے مجھے یاد نہیں ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں جب کہ دارالطلبہ قدیم کی مسجد تیار ہو گئی، میرے حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے ارشاد سے اس مسجد میں پہلی محراب ۱۳۳۲ھ میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے سنائی تھی۔

سہارنپور کے معمولات یہ تھے کہ میرے والد صاحب کا قیام مدرسہ کے اسباق کے علاوہ اوقات میں موجیوں کی مسجد متصل مکان حکیم یعقوب صاحب میں زیادہ رہا کرتا تھا وہیں افطار فرمایا کرتے تھے جس میں کسی چیز کا کوئی اہتمام نہیں تھا، کھجور زمزم اگر ہوتی تو مقدم ہوتی - ورنہ جو بھی ہو- حضرت سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ کے یہاں کھجور اور زمزم کا بہت اہتمام تھا- دوران سال میں جو حجاج کھجور اور زمزم لاتے اس کو

بہت اہتمام سے ڈبوں اور بوتلوں میں رکھوا دیتے اس زمانہ میں کھجور اور زمزم کی یہ فراوانی نہیں تھی جو اللہ کے فضل وکرم سے اسباب سفر کی سہولت کی وجہ سے اس زمانہ میں عطا فرما رکھی ہے۔ میرے والد صاحب مغرب کی نماز کے بعد مختصر نفلیں پڑھ کر مکان تشریف لاتے، اور بہت مختصر کھانا تنہا یا ایک آدھ رفیق کے ساتھ اس لئے کہ رمضان میں اجتماعی کھانے میں وقت صرف ہوتا ہے کھانے سے فراغ پر چارپائی پر لیٹے رہتے اور آہستہ آہستہ تراویح کا پارہ پڑھا کرتے، دن میں اپنا قرآن پاک دوسرے ہوتے (دہراتے رہتے ہیں) تراویح کا پارہ پڑھنا میں نے اسی وقت دیکھا، تراویح کے فراغ پر جس کے متعلق میں پہلے لکھوا چکا ہوں کہ اس کے لئے کوئی خاص محل متعین نہیں تھا تشریف لاکر تھوڑی دیر آرام فرماتے نیند کی کمی کی والد صاحب کو ہمیشہ شکایت رہی جب نیند نہ آتی یا آنکھ کھل جاتی تو تلاوت فرمایا کرتے تھے، بالکل آخری وقت میں سحری نوش فرماتے جس میں کسی چیز کی کوئی پابندی نہیں تھی، دودھ یا چائے کوئی شئے متعین نہیں تھی جو گھر میں پک جائے، البتہ اس زمانے تک چونکہ ہمارے یہاں سحری میں چپڑی ہوئی روٹی اور کوفتہ کا اہتمام سارے خاندان میں ہوتا وہ اکثر ہوتا تھا۔[1]

---

[1] اکابر کا رمضان، حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی ص ۶۱ تا ص ۶۲۔

۱۳۳۵ھ کا رمضان۔

حضرت مدظلہ العالی کی تحریرات میں رمضان ۱۳۳۴ھ کے بعد رمضان ۱۳۳۵ھ (۱۹۱۷ء) کی بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ اس سال ۲۵ر رمضان کو حضرت کی والدہ محترمہ نے انتقال فرمایا۔ اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"میرے والد صاحب کے انتقال کے دن ہی سے میری والدہ مرحومہ نور اللہ مرقدہا اعلی اللہ مراتبہا کو بخار شروع ہوا تھوڑے ہی دنوں میں تپ دق کی طرف منتقل ہو گیا، اور دس ماہ چند ایام بعد ۲۵ر رمضان المبارک (۱۳۳۵ھ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۷ء یکشنبہ) شب قدر میں تراویح کے وقت ان کا وصال ہو گیا[1]

اس رمضان میں یہ ناکارہ حکیم محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ان کے شدید اصرار پر تراویح پڑھاتا تھا، حکیم صاحب مرحوم کو بھی شوق تھا کہ جلدی سے فراغت ہو جائے۔ وہ معذور

---

[1] فضائل باولیاء میں واقعات کی ترتیب کچھ سے کچھ ہو گئی ہے۔ مرتب نقل کرتے ہیں: "میری والدہ صاحبہ کا ۲۵ر رمضان المبارک شب قدر کو انتقال ہوا۔ اور میرے والد صاحب کا بھی اگلے سال ہی رمضان ۱۳۳۴ھ کو وصال ہوا" صـ۲ صحیح یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ کا وصال ۱۰ر ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ (۹ر ستمبر ۱۹۱۶ء) بروز دوشنبہ صبح آٹھ بجے ہوا۔ (آپ بیتی صـ۵۷ ج ۳) حاشیہ تذکرۃ الخلیل صـ۲۰۷ عکسی) والدہ صاحبہ کا انتقال اس کے دس ماہ بعد ہوا۔

دبیارہ اور مجھے بھی شوق کہ جلدی سے فارغ ہو کر دارالطلبہ حضرت قدس سرہٗ کے پیچھے جا کر بہ نیت نوافل حضرت کا قرآن سنوں دارالطلبہ کی مسجد سے آدھ گھنٹہ قبل حکیم جی کی مسجد میں نماز شروع ہوتی تھی، میری جلد بازی اور حضرت کا وقار و اطمینان، میں اپنی مسجد سے فارغ ہو کر حضرت کے یہاں دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہو جایا کرتا تھا۔

حادثہ کی رات میں میری والدہ مرحومہ پر کوئی خاص تغیر نہ تھا مگر انہوں نے افطار کے بعد شدید اصرار سب پر کیا کہ "روٹی جلد کھادیں" جب میں حکیم جی کی مسجد میں پہونچا تو حکیم صاحب نے فرمایا آج صرف آدھا پارہ پڑھنا ہے"۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ چل چل جلدی پڑھ اور جلدی سے تراویح ختم کرا کر یوں کہا کہ سیدھے دارالطلبہ نہ جانا والدہ کی خیر خبر لے کر جانا، مجھے اس وقت تک کوئی واہمہ بھی اس قسم کا نہ تھا۔ جب میں گھر پہونچا تو میری والدہ ..... کو نزع شروع ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تو اللہ کے یہاں پہونچ گئیں۔ اور میں دارالطلبہ حاضر ہوا۔ حضرت قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ حضرت والدہ کا انتقال ہو گیا۔

میرے حضرت کو مجھ سے جتنی محبت تھی اس کا دیکھنے والا اب کوئی نہیں رہا میری چھوٹی اولاد میں جب بھی کسی کا انتقال ہوتا اور میں حسب معمول بذل لکھنے بیٹھ جاتا تو حضرت مجھے گھر جانے کا تقاضا کرتے، میں عرض کرتا

عزیزان مولوی حکیم ایوب، مولوی نصیر میرے یہاں کام کے ذمہ دار تھے، میں عرض کرتا، حضرت ایوب ونصیر دفن کرا دیں گے میرے جانے میں بذل کا حرج ہوگا۔ لیکن کئی مرتبہ یہ نوبت آئی کہ میری درخواست پر املاء شروع کرایا، اور ایک دو سطر لکھوا کر یوں فرما کر اٹھ گئے، کہ مجھ سے تو نہیں لکھوایا جاتا۔

بہر حال جب میں نے اپنی والدہ کے انتقال کا حال عرض کیا تو ایک سناٹا سارہ گیا اور حضرت پر مکمل سکوت، میں نے دو منٹ بعد عرض کیا کہ حضرت سے نماز جنازہ کی تمنا تھی۔ مگر حضرت تو اعتکاف میں ہیں؟ حضرت نے بے ساختہ فرمایا کہ پیشاب تو قبضہ کی چیز ہے، میرے حضرت قدس سرہٗ کا یہ دستور تھا کہ تراویح کے بعد دس پندرہ منٹ خدام کے پاس بیٹھتے پھر پیشاب کرتے پھر وضو فرماتے، پھر مسجد میں واپس جاکر آرام فرماتے اس رات کو حضرت پیشاب کے لئے نہیں اٹھے، اور جب میں گھر واپس آیا تو تقریباً غسل وغیرہ سے فراغت ہو چکی تھی، کفن میں بھی میں نے لمبا کام نہیں کیا، جو گھر میں کپڑے موجود تھے، پہنا کر، اور اوپر وہی سیاہ چادر جو ہر وقت میں اوڑھا کرتا تھا نعش پر ڈال دی، حضرت باہر تشریف لائے پیشاب وضو کیا نماز جنازہ پڑھائی اور واپس مسجد میں تشریف لے گئے میں اپنے دوستوں کے ساتھ قبرستان چلا گیا، میرے دوستوں نے جو مدرسہ کے طلبا بھی تھے گورکن کو پرے ہٹا کر آدھ گھنٹہ میں ایسی بہترین قبر تیار کی جو سنت کے بالکل موافق تھی، اور جنازہ کی

نماز سے لے کر تدفین کے ذرائع پر سوا گھنٹہ میں اپنے گھر پہونچ گئے۔[۱]

تراویح میں لقمہ کا لطیفہ۔

اوپر آچکا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی اپنی تراویح پوری فرما کر دار الطلبہ تشریف لے جاتے اور نوافل کی نیت سے حضرت سہارنپوری کی تراویح میں شامل ہو جاتے، ایک بار اس اقتداء کے دوران حضرت رحؒ کو لقمہ دیا جس میں بڑی پر لطف صورت ہو گئی تھی۔ اس کی تفصیل حضرت مدظلہٗ العالی نے اس طرح قلم بند فرمائی ہے :۔

"ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ نے سورۂ طلاق شروع کی، اور یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن آیت شریفہ شروع کی، اس نابکار نے جلدی سے لقمہ دیا یا ایھا الذین آمنوا اذا طلقتم النساء۔ حضرت حافظ محمد حسین صاحب تو حضرت قدس سرہٗ کے مستقل سامع تھے ہر سال اجراڑہ سے سہارنپور رمضان گذارنے تشریف لایا کرتے تھے، نیز حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب، اور میرے چچا جان نور اللہ مرقدہما اقتدا میں تھے تینوں ایک دم بولے یا ایھا النبی تراویح کے بعد حسب معمول لیٹنے کے بعد حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا مولوی زکریا! سو رہے تھے؟ میں نے عرض کیا حضرت بالکل نہیں مگر اذا طلقتم النساء فطلقوھن واحصوا العدۃ

---

[۱] آپ بیتی (باد ایام) صہ ۸۲ صہ ۸۳ ج ۳۔

واتقوا اللہ ربکم ولا تخرجوھن سارے صیغے جمع کے تھے مجھے یہ خیال ہوا کہ یاایھا الذین آمنوا ہوگا۔ یاایھا النبی مفرد کیوں ہوگا؟ حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا قرآن شریف میں بھی قیاس چلاتے ہو؟ میں نے عرض کیا یہ تو قیاس نہیں .... یہ تو قواعد نحویہ کی بات تھی۔ ؎۲

ایک اور لطیفہ

تراویح میں حضرت سہارنپوری کے قرآن کی سماعت کے دوران اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا تھا، مذکورہ واقعہ کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر بھی حضرت شیخ مدظلہ العالی کی زبانی سنتے چلئے۔ حضرت والا تحریر فرماتے ہیں :۔

"ایک مرتبہ حافظ محمد حسین نے غلط لقمہ دیدیا۔ میں نے ایک دم صحیح لقمہ دیا، حضرت حافظ صاحب کی زبان سے بے اختیار نکل گیا، نماز ہی میں "ہاں" اور پھر جو میں نے بتایا تھا وہی حافظ صاحب نے بتایا تراویح کے بعد کے وقفہ میں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت نے میرا لقمہ لیا یا حافظ صاحب کا؟ میرا مطلب یہ تھا کہ حافظ صاحب کی نماز تو ہاں کہنے سے ٹوٹ گئی.... اور حضرت نے اگر ان کا لقمہ لیا ہوگا تو میں عرض

؎۲ آپ بیتی (یاد ایام) صفحہ ۱۴۰، ۵۔ اکابر کا رمضان صفحہ ۸۔

. کروں گا کہ سب کی نماز ٹوٹ گئی۔ حضرت قدس سرہٗ میری حماقت کو سمجھ گئے حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں باولا تھا جوان کا لقمہ لیتا۔" ؎۱

پہلا سفرِ حج اور جہاز کے معمولات۔

۱۳۳۵ھ کے تین سال بعد حضرت سہارنپوری کی معیت و رفاقت میں ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء میں حرمین شریفین حاضری کی سعادت ملی۔ یہ بڑا ہی مبارک اور یادگار سفر تھا اس سفر میں بہت سے اہم معمولات شروع ہوئے جن میں بعض پر اب تک عمل فرما رہے ہیں۔ ۲؍شعبان ۱۳۳۸ھ (۲۲؍اپریل ۱۹۲۰ء) بروز پنجشنبہ سہارنپور سے روانگی کے ساتھ اس رحلۃ مبارکہ کی ابتداء ہوئی اس قافلہ میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے علاوہ تقریباً تین سو افراد شامل تھے۔ جدہ ؎۲ جہاز کے ٹکٹ خریدے گئے جہاز ۱۵؍مئی کے بعد۔ اواخر شعبان میں بمبئی سے روانہ ہوا، ساحل چھوڑنے کے ایک دو روز بعد رمضان المبارک کا چاند نظر آیا۔ جہاز بہت چھوٹا اور تکلیف دہ تھا اس لئے چکر ؎۳ اور بے حد متلی رہتی تھی اس کے باوجود حضرت سہارنپوری اور حضرت مدظلہ العالی نے تراویح کا اہتمام فرمایا، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الخلیل میں لکھتے ہیں:۔

؎۱ آپ بیتی صفحہ ۱۴ ج ۵ اکابر کا رمضان صفحہ ۹ ؎۲ از گرامی نامہ قلمی حضرت مولانا سہارنپوری مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء مملوکہ راقم حضرت شیخ مدظلہ العالی نے زبانی جہاز تحریر فرمایا ہے۔ آپ بیتی صفحہ ۲۱۳۔

"۱۳۴۴ھ کے سفرِ حجاز میں چونکہ رمضان کا چاند جہاز ہی میں نظر آگیا تھا، باوجود دورانِ سفر اور غایت تعب کے آپ نے تراویح کا اہتمام فرمایا، اور کلام مجید سننا اور سنانا شروع کر دیا، مولوی محمد زکریا صاحب ساتھ تھے، اول آٹھ رکعت میں حضرت نصف پارہ سناتے پھر بارہ رکعت میں مولوی زکریا صاحب پون پارہ سنایا کرتے تھے۔

۱۰ رمضان المبارک کو مکہ معظمہ پہونچ گئے تو حضرت نے تراویح ایک قاری کی اقتدا میں پڑھیں۔ اور اپنا کلام مجید نوافل میں ختم فرمایا۔ اس سفر میں جہاز سے جدہ اترنا عین مغرب کے وقت ہوا۔ اور تکان کا یہ عالم تھا کہ تراویح کا تو کیا ذکر فرض نماز کا بھی کھڑے ہو کر پڑھنا مشکل تھا مگر حضرت نے اس شب میں بھی کچھ تراویح کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھیں۔"[1]

حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی نے مجاہدہ و صعوبت سے لبریز اس پر عزیمت سفر اور حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پامردی اور استقلال اور جہاز کی تحرک، نامساعد اور مرطوب فضا میں قیام تراویح کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"دوسرے یا تیسرے دن یکم رمضان جہاز ہی میں شروع ہو گئی تھی، اس سیاہ کار کو بھی دورانِ سفر اور امتلا بہت رہتا تھا اٹھنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ میرے حضرت قدس سرہٗ کو بھی امتلا تو نہیں مگر دورانِ سر خوب رہتا۔ اور یہ پورے جہاز کے سفر میں

---

[1] تذکرۃ الخلیل (عکسی ایڈیشن سہارنپور) صـ ۲۶۷

رہتا، ۲۹ رشعبان کو حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ کیوں بھائی تراویح کا کیا ہوگا؟ میں نے عرض کیا دورانِ سر سے تو نمٹا جاسکتا ہے مگر استلا دکا درمیان تراویح میں کیا ہوگا؟ حضرت نے فرمایا اس کی تو کوئی بات نہیں تے ہوگی وضو کر لینا - اور باوجود دوران سر اور ضعف و پیری کے (اور زیانی جہاز چونکہ بہت چھوٹا تھا خوب حرکت کرتا تھا اس کے) باوجود ساری تراویح حضرت نے کھڑے ہوکر پڑھی، آٹھ رکعت میں آدھا پارہ حضرت قدس سرہٗ پڑھتے تھے، اور اس کے بعد کا پون پارہ بارہ رکعت میں یہ سیاہ کار پڑھتا تھا۔

جدہ پہونچ کر سامان کے اتارنے میں اور کسٹم وغیرہ کے جھگڑوں میں سب ہی تھک گئے تھے۔ حاجی صاحب مرحوم نے نہایت غصہ میں مجھ سے فرمایا کہ "عقیدت میں بڑے میاں کو بے کر کھڑے نہ ہو جانا، کچھ ان کے ضعف کا بھی خیال کر لینا" کیونکہ اس کا ڈر تھا کہ نہ معلوم سفر میں حاجی جی کہاں میرا پتہ کاٹ دیں - ان کا حکم تھا کہ میں حضرت سے درخواست کروں کہ تراویح کی تو آج ہمت نہیں یہ تو مجھ سے نہ ہو سکا لیکن جب حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کیوں بھائی مولوی زکریا کیا حال ہے؟ میں نے حاجی صاحب کے ڈر کے مارے یوں عرض کر دیا کہ حضرت تھکان تو بہت ہے ..... لیکن میری ندامت اور قلق کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ حضرت قدس سرہٗ نے پوری تراویح خوب اطمینان

سے بڑھی۔ میں بار بار حضرت کو دیکھتا رہا۔ اور اپنے اوپر افسوس کرتا رہا کہ کیوں جواب دیا۔ کئی بار خیال آیا کہ حضرت سے عرض کردوں کہ حاجی صاحب کے حکم سے میں نے معذرت کی تھی، مگر مرحوم کے ڈر کے مارے اس کی بھی ہمت نہیں ہوئی مجھے خوب یاد ہے کہ نماز کے دوران حضرت کے قریب گیا بھی اور یوں عرض کرنے کو جی چاہا کہ حضرت کے ضعف کی وجہ سے عذر کیا تھا۔ مگر حاجی صاحب کا خوف غالب رہا، کہ وہ مجھ پر ناراض ہوں گے، مگر ندامت اور قلق اب تک ہے۔" [1]

مکہ معظمہ میں رمضان ۱۳۳۸ھ کے معمولات

یہ تو جہاز کے معمولات تھے، جہاز دس رمضان ۱۳۳۸ھ کو جدہ پہونچا جدہ سے مکہ مکرمہ پہونچنے کے بعد تراویح کی ترتیب اور سماعت قرآن پاک کا معمول یہ رہا کہ:۔

"حضرت قدس سرہٗ نے ایک نہایت عمدہ قاری صاحب کے پیچھے تراویح شروع کی، قاری توفیق ان کا نام تھا، بہت ہی اچھا پڑھنے والے تھے، دو پارے حرم شریف میں روزانہ سناتے تھے، ان کے پیچھے جماعت کافی ہوتی۔ حضرت کا مصلیٰ تو امام کے پیچھے ہوتا تھا۔ اور چونکہ تین صفیں بہت

---

[1] آپ بیتی حضرت مدظلہٗ العالی صـ۲۱۶ صـ۱۷ ج ۴۔ اکابر کا رمضان صـ۱۷ ۔

پہلے سے بھر جاتی تھیں اس لئے ہم لوگوں کو جگہ بہت پیچھے ملتی تھی، بالکل میرے محاذات میں ایک لڑکا شافعی، نہایت عمدہ اور نہایت تیز پڑھتا تھا۔ اس لئے ناکارہ قرآن شریف تو اس کا سنتا تھا کہ وہ میرے بالکل قریب اور جہری الصوت تھا۔ مگر رکوع وسجود شافعی توفیق کے ساتھ کرتا تھا۔" لے

عید الفطر ۱۳۳۸ھ کو مسلسل بیوم العید کی اجازت

تراویح کے بعد روزانہ عمرہ کرنے، اور ایک دعوت کی پر لطف داستان بیان فرمانے کے بعد حضرت سہارنپوری سے عید کے روز مسلسل بیوم العید کی اجازت حاصل ہونے کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:۔

"اس سفر میں مکہ مکرمہ میں عید الفطر کی صبح مولانا محمد حسین حبشی ثم المکی یکے از خلفاء حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہٗ کی درخواست پر حدیث مسلسل بیوم العید کی اجازت حضرت قدس سرہٗ نے عطا فرمائی۔ قرأت اس سیاہ کار نے کی تھی۔" ٢ے

ایک قرآن یومیہ اور بہت سے اہم معمولات کی ابتداء

ابھی آپ نے پڑھا کہ ۱۳۳۸ھ کے اس تاریخی سفر میں بہت سے اہم معمولات کی ابتداء ہوئی، ان معمولات میں سب سے اہم ایک قرآن پاک روزانہ

لے آپ بیتی حضرت مدظلہٗ العالی ص۲۱ - ج ۴ -"

٢ے آپ بیتی حضرت مدظلہٗ العالی ص۲۲ ج ۴ -

ختم کرنے (پڑھنے) کا معمول ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"۱۳۰۴ھ سے ماہِ مبارک میں ایک قرآن شریف روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا۔ جو تقریباً ۱۳۰۸ھ تک رہا بلکہ اس کے بھی بعد تک ابتدائی معمول یہ تھا کہ سوا پارہ جس کو عموماً حکیم اسحاق صاحب کی مسجد میں سنانے کی نوبت آتی تھی یا میرے حضرت نور اللہ مرقدہٗ قدس سرہٗ کے گھر میں، اس کو تراویح کے بعد شب میں دیکھ کر، اور اکثر ترجمہ کے ساتھ سحر تک چار یا پانچ دفعہ پڑھتا تھا گرمیوں کی شب میں کچھ کم، سردیوں میں کچھ زائد، اس کے بعد تہجد میں اس کو دو مرتبہ اس کے بعد سحر کھانے سے لے کر صبح کی نماز تک اور نماز کے بعد سونے تک ایک دفعہ، پھر صبح کو سونے کے بعد اٹھ کر جو عموماً دس بجے ہوا کرتا تھا۔ چاشت کی نماز میں سردیوں میں ایک مرتبہ گرمیوں میں دو دفعہ اس کے بعد ظہر کی اذان سے پندرہ منٹ پہلے تک ایک یا دو مرتبہ دیکھ کر، پھر ظہر کی سنتوں میں ابتداءً اول کی سنتوں میں ایک دفعہ اور آخر کی سنتوں میں دوسری دفعہ، اور بعد میں دونوں سنتوں میں ایک ہی مرتبہ رہ گیا۔ ظہر کے بعد دوستوں میں سے کسی کو ایک مرتبہ سنانا، اور پھر عصر تک موسم کے اختلاف کی وجہ سے ایک یا دو دفعہ پڑھنا، عصر کے بعد کسی اونچے آدمی کو سنانا، ابتداءً حضرت کی حیات تک حافظ محمد حسین صاحب اجراڑوی کو اور اس کے

بعد دو تین سال تک مولوی اکبر علی صاحب مدرس مظاہر علوم کو۔ اس کے بعد بہت عرصہ تک مفتی محمد یحییٰ کو اور ان ہی کے ساتھ ان کے دونوں بھائی حکیم الیاس، مولوی عاقل بھی شریک ہونے لگے، مغرب کے بعد نفلوں میں ایک دفعہ پڑھنا، اور نفلوں کے بعد تراویح تک ایک دفعہ پڑھنا، تراویح کے بعد یہ پارہ ختم ہو جاتا تھا۔ اور اگلے کا نمبر شروع ہو جاتا تھا، ۲۴ گھنٹہ میں اس کی تشکیل ضروری تھی کہ ۳۰ پارے پورے ہو جائیں۔" [1]

رمضان کی راتوں میں نہ سونے کا معمول

اس سفر سے ماہ مبارک کی راتوں میں نہ سونے کا معمول شروع ہوا جو اس وقت تک جاری ہے یہ معمول کیسے شروع ہوا؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے، ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:۔

"رمضان المبارک کی راتیں تو جاگنے کے لئے ہوا کرتی ہیں، میں نے ۱۳۳۸ھ میں پہلا سفر حج کیا۔ اس وقت سے رمضان المبارک کی راتوں کو جاگنے کا معمول بنا لیا تھا، مگر اب پانچ چھ سال سے بیماریوں نے چھڑا دیا ہے، یہ درحقیقت میں نے عرب سے سیکھا ہے، وہاں لوگ رمضان کی راتوں میں بیدار رہتے ہیں۔" [2]

---

[1] آپ بیتی حضرت مدظلہٗ العالی ص۵ ۳ ج ۲ - [2] صحبتے با اولیاء (مجموعہ ملفوظات حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی) مرتبہ مولانا تقی الدین ندوی ص۲۷۔ آپ بیتی حضرت شیخ

تمام رات تلاوتِ قرآن پاک کا معمول

گذشتہ اقتباس میں حضرت والا کے حسب معمول (تراویح کے بعد قرآن پاک دیکھ کر تلاوت، اور عصر بعد سنانے) کا ذکر آیا ہے۔ اس معمول کی کچھ اور وضاحت حضرتِ والا نے دوسرے مقامات پر فرمائی ہے۔ تالیفات کے ضمن میں حواشی کلام پاک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :۔

"اس ناکارہ کا معمول ۱۳۳۸ھ سے لے کر ۱۳۸۵ھ تک ماہ مبارک کی راتوں میں سونے کا نہیں تھا۔ بغیر رمضان کے تو کلام مجید دیکھ کر پڑھنے کا وقت بہت ہی کم ملتا رہا، لیکن رمضان المبارک میں دو چار رمضانوں کے علاوہ علمی کام سب بند ہو جاتے تھے۔ اور قرآن پاک کے دیکھ کر پڑھنے کا معمول بہت اہتمام سے ہو جاتا تھا۔ تراویح کے بعد سے تہجد کے وقت تک ترجمہ کے تدبر و تفکر کے ساتھ پڑھنے کی نوبت آتی تھی، اور اس میں جو اشکال پیش آتا تھا، اسی وقت تفاسیر سے مراجعت کر کے بین السطور کے حواشی پر لکھ لیتا [۱]"

عصر بعد قرآن پاک سنانے کا معمول

سطور بالا میں عصر کے بعد کلام پاک سنانے کا تذکرہ آچکا ہے۔ اس معمول کی وضاحت حضرت مدظلہٗ العالی نے مقدمہ اکمال الشیم میں فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے :۔

---

[۱] آپ بیتی حضرت مدظلہٗ العالی صـ ۱۵۳ ج ۲۔

"اس سیاہ کار کا معمول رمضان ۱۳۳۵ھ سے گذشتہ سال ۱۳۸۵ھ تک ۵۱ سال ماہ مبارک میں عصر سے مغرب تک قرآن پاک سنانے کا رہا ہے رمضان ۱۳۴۴ھ تک جب تک میرے حضرت اور میرے شیخ حضرت اقدس مولینا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا قیام سہارنپور رہا اس وقت تک دس برس مخدومی جناب الحاج حافظ محمد حسین صاحب ناظم مدرسہ اجراڑہ، جو حضرت گنگوہی کے خدام میں تھے اور حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد حضرت سہارنپوری کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ وہ ہر سال رمضان المبارک حضرت کی خدمت میں گذارنے سہارنپور تشریف لاتے تھے۔ وہ ظہر کے بعد میرے حضرت قدس سرہٗ کا پارہ سنا کرتے تھے، اور عصر کے بعد اس ناکارہ کا۔

سولہ شوال چوالیس ہجری کو حضرت اقدس کی مکہ معظمہ کو روانگی ہوئی، اور یہ ناکارہ بھی ہمراہ تھا ایک سال وہاں قیام کے بعد محرم چھیالیس ہجری میں اس ناکارہ کی واپسی ہوئی، واپسی کے بعد مختلف احباب اس ناکارہ پر کرم فرماتے رہے۔ اور گرمی کے شدائد میں بھی وہ اس ناکارہ کا قرآن سنتے رہے، تقریباً ۲۵ برس تک عزیزان الحاج مفتی محمد یحییٰ اور ان کے بھائی الحاج مولوی محمد الیاس صاحب اس ناکارہ پر شفقت کرتے رہے، اور ہمیشہ عصر کے بعد کا قرآن سننا ان کے ذمہ رہا۔ اور اس کے ساتھ ہی تقریباً تیس سال سے کچھ

احباب یہاں رمضان گذارنے آتے رہتے تھے، اور وہ بھی عصر کے بعد قرآن پاک کے سننے میں شریک رہتے ؛ [۱]

مفتی سعید احمد کو پارہ سنانے کی خواہش اور انکا جواب

حضرت والا کا قرآن پاک سننے والوں میں ۶ صہ تک مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب اجراڑی بھی شامل رہے ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن پاک کی سماعت کی خواہش، اور مفتی صاحب کا جواب حضرت مدظلہ العالی نے ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:۔

۱۳۴۷ھ میں جب وہ نائب مفتی ہوگئے، اور یہ ناکارہ حجاز سے واپسی پر اپنے خیال میں کچھ اونچا آدمی بن کر آیا تھا تو میں نے مرحوم سے درخواست کی کہ بعد ظہر میرا ایک سپارہ قرآن پاک کا رمضان میں سن لیا کریں۔ انہوں نے بہت صفائی سے کہہ دیا کہ وہ مدرسہ کا وقت ہے کہ اس زمانہ میں غیر رمضان کی طرح رمضان میں بھی دفتر اور افتا کا دونوں کا وقت صبح و شام ہوتا تھا۔ اگر ناظم صاحب فرمائیں گے تو سنوں گا ورنہ نہیں۔ ناظم صاحب (حضرت مولانا عبداللطیف صاحب) کی جو شفقتیں اس سیہ کار پر تھیں ان کے لحاظ سے ان میں ذرا تامل نہ تھا کہ میں ان سے عرض کروں تو وہ بہت زور سے حکم نامہ جاری فرمادیں۔ لیکن مجھے مرحوم کا یہ جواب بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ [۲]

---

[۱] مقدمہ الکمال الشیم (کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور) صـ۳-۴ ؛ [۲] آپ بیتی صـ۳۷ ج ۵ -

ایک رمضان میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرنے کی کوشش

حضرت والا کا ذوق تلاوت ۱۳۲۵ھ میں قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد سے آج تک روز افزوں رہی ہے، حضرت نے ایک مرتبہ ماہ مبارک میں اکسٹھ قرآن پاک ختم کرنے کا ارادہ فرمایا[۱]، اور چند مخصوص متعلقین سے بھی ایسا ہی کرنے کی خواہش ظاہر کی ان میں سے اکثر نے کوشش کی، اور حضرت مدظلہ العالی کو نتائج سے مطلع کیا حضرت نے اس کا ایک مجلس میں ان الفاظ سے ذکر فرمایا:-

"ایک رمضان میں میں نے اپنے بعض دوستوں کو اکسٹھ قرآن ختم کرنے کے لئے لکھا، میرے دوستوں نے کوشش کی، مولوی انعام نے اکسٹھ قرآن سنائے، ایک نے چھپن[۵۶] اور بعض لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ختم کئے"[۲]

افطار میں کھانا نہ کھانے کا معمول

حضرت والا کا..... افطار میں مدنی کھجور اور زمزم کے علاوہ کچھ اور

---

[۱] حضرت امام ابو حنیفہؓ کا بھی رمضان مبارک میں اکسٹھ قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا۔ روزانہ ایک قرآن پاک دن میں ایک رات میں، اور ایک قرآن پورے رمضان مبارک کی تراویح میں۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح (استنبول ۱۳۲۷ھ) صفحہ ۲۲۶۔

[۲] صحبتے با اولیاء (ملفوظات شیخ) مرتبہ مولانا تقی الدین ندوی۔ صفحہ ۲۰۴۔

پینے کا معمول نہیں ہے، اپنی اس عادت شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اس ناکارہ کا معمول تو ۱۳۳۸ھ سے افطار میں کھانا کھانے کا نہیں رہا، افطار میں صرف کھجور اور زمزم کے علاوہ کا معمول نہیں تھا میری ضابطہ کی افطاری بھی عشاء کے بعد ہوتی تھی"۔ [۱]

دوسری جگہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"اس سیاہ کار کا معمول ہمیشہ سے افطار میں کھانے کا کبھی نہیں ہوا، اس لئے کہ تراویح میں قرآن شریف سنانے میں دقت ہوتی البتہ جب تک صحت رہی سحری میں اناڑی کی بندوق بھرنے کا دستور رہا، ایک مرتبہ حضرت (سہارنپوریؒ) کی مجلس میں اس کا ذکر آگیا کہ یہ ناکارہ افطار میں نہیں کھاتا تو حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:۔ افطار میں کس طرح کھایا جائے جو کھاویں وہ ضابطہ ہی پورا کرتے ہیں"۔ [۲]

سحری میں چائے نہ پینے کی عادت

جس طرح تراویح سے پہلے کھانا نہ کھانے کا معمول ہمیشہ رہا، اسی طرح یہ بھی عادت مستقل رہی کہ کبھی حضرت والا نے سحری میں چائے نہیں پی، اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"سحر میں چائے کا معمول حضرت کے یہاں تھا، اس ناکارہ

---

[۱] اکابر کا رمضان ص۱۵ (یحیوی کتب خانہ سہارنپور)

[۲] اکابر کا رمضان ص۲۷

کا اپنا سحر میں کبھی چائے پینا یاد نہیں، کیونکہ رمضان میں نماز فجر کے بعد سونے کا معمول ہے"۔[1]

لیکن رات کو تراویح کے بعد چائے کا ہمیشہ معمول رہا۔ اس کے متعلق ایک مجلس میں ارشاد فرمایا :-

"چائے کی عادت شام کو ساری زندگی رہی، اور رمضان میں تراویح کے بعد چائے پیتا تھا۔ مگر دو تین دن سے اس کی طرف بھی رغبت نہیں رہی"۔[2]

رمضان میں ملاقات کا معمول

ان ہمہ وقتی معمولات و مشاغل کے ہوتے ہوئے جو بجائے خود عجوبہ اور محیر العقول ہیں ۔ یہ خیال بالکل فطری اور قدرتی ہوتا کہ حضرت دالا مدظلہ العالی ماہِ مبارک میں بالکل یکسو رہتے ہوں گے، اور خدام و منتسبین سے بھی ملاقات کی نوبت نہیں آتی ہوگی، لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس انہماک، تعبد و تلاوت کے باوجود اہلِ تعلق کو ملاقات کے لئے وقت عنایت فرماتے ہیں، نووارد ین اور رخصت ہونے والوں سے روزانہ عشاء اور فجر کے بعد علی العموم مصافحہ ہوتا ہے۔ اس عمومی مصافحہ کے علاوہ خصوصی مہمانوں سے عشاء کے بعد ملاقات فرماتے ہیں جس میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوجاتا ہے، اس معمول کا آپ بیتی میں ذکر آیا ہے :-

---

[1] اکابر کا رمضان صفا

[2] صحبتے با اولیاء (مجموعہ ملفوظات) ص۱۳ ۔

"رمضان میں ہمیشہ میرا چوبیس گھنٹوں میں تراویح کے بعد کی چائے میں گھنٹہ آدھ گھنٹہ دوستوں اور مہمانوں سے ملاقات کا معمول رہا" ۵۱

رمضان میں خط وکتابت کی ممانعت

حضرت والا کا رمضان المبارک میں ایک اہم معمول یہ ہے کہ عمومی خط وکتابت بالکل بند رہتی ہے، اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ بیتی میں تحریر فرمایا :-

"اس ناکارہ کا معمول ماہِ مبارک میں تقریباً چالیس سال سے خط وکتابت کا بالکل نہیں مگر یہ کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے جو مدرسے تعلق رکھتی ہیں۔ یا کوئی اور خاص مجبوری ہو تو لکھنے پڑتے ہیں" ۵۲

رمضان ۱۳۴۵ھ مدینہ منورہ میں

۱۳۴۵ھ کا رمضان بھی بہت ہی اہم تھا، یہ ماہِ مبارک حضرت مولانا خلیل احمد انبہٹوی (سہارنپوریؒ) کی معیت میں مدینۃ الرسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں گذارنے کی سعادت ملی۔ اس رمضان میں حضرت سہارنپوریؒ کے معمولات حضرت مدظلہٗ العالی نے بیان فرمائے

---

۵۱ آپ بیتی صد۱۲ ج ۲ ۔

۵۲ آپ بیتی صد۱۳۰ ج ۵ ۔

ہیں اسی میں خود حضرت موصوف کے معمولات بھی آگئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

"وہ ماہ مبارک میں صبح کو اشراق کے بعد دیر تک تلاوت فرماتے، اور تھوڑی دیر قیلولہ کے بعد قبل الزوال مسجد میں تشریف لاتے، اور ظہر کے بعد مکان تشریف لے جاتے، اماں جی مرحومہ کو بھی قرآن پاک سناتے اور اس ناکارہ کو بھی، کہ حضرت قدس سرہٗ کے مکان ہی پر ظہر بعد وقت مقررہ پر حاضر ہو جاتا، بعد عصر حسب معمول حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر تشریف لے جاتے اور مغرب سے قبل مسجد نبوی تشریف لے جاتے۔ اور وہیں کھجور اور زمزم سے روزہ افطار فرماتے۔ اور بعد مغرب علوم شرعیہ کی چھت پر دو پارے نوافل میں بیٹھ کر اس ناکارہ کو سناتے، اور پھر عشا کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اس جگہ تشریف لاتے اور قاری محمد توفیق کی اقتدا میں تراویح پڑھتے کہ وہ نہایت اطمینان سے دو پارہ پڑھتے، جن میں عربی پانچ بج جاتے، جو یہاں سوا بارہ بجنے کا وقت ہے، اس کے بعد قریب چھ بجے عربی کے آرام فرماتے، اور اس ناکارہ کو حکم تھا کہ مجھے آٹھ بجے جگا دیا کرو۔ مگر ایک دو دفعہ کے علاوہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت سوتے ہوئے ملے ہوں۔ اس کے بعد حضرت، دو پارے مدرسہ شرعیہ کے دو طالب علموں کی اقتدا میں علیحدہ علیحدہ سنتے۔ حضرت کو

عرصہ سے قراءت نافع سننے کا بھی شوق تھا، یہ دونوں طالب علم مغربی مالکی تھے۔ قراءت نافع میں پڑھتے تھے۔ ۵۱

ابھی آپ نے پڑھا کہ حضرت مدظلہ العالی مغرب کے بعد مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ میں حضرت سہارنپوری کے دو سپارے نوافل میں سماعت کرتے تھے۔ اس نورانی محفل میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری اور مولانا سید احمد فیض آبادی بھی شرکت فرماتے تھے، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"۱۳۴۵ھ کے رمضان المبارک میں مغرب کے بعد اس پارہ کو نوافل میں اس سیہ کار نے سنا، اقتداء میں اس سیہ کار کے ساتھ حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالقادر صاحب نوراللہ مرقدہ اور مولانا الحاج سید احمد صاحب برادر بزرگ حضرت شیخ الاسلام مدنی نوراللہ مرقدہما بھی ہوا کرتے تھے۔ حضرت رائے پوری نوراللہ مرقدہ کی طبیعت اس رمضان میں بھی ناساز رہی جس کی وجہ سے حضرت رائے پوری بیٹھ کر پڑھتے تھے مگر حضرت قدس سرہ اپنی ضعف و پیری کے باوجود کھڑے ہو کر سنایا کرتے تھے۔" ۵۲

نظام الدین میں رمضان، اور فضائل رمضان کی تالیف

۱۳۴۵ھ میں حضرت مولانا سہارنپوری کے وصال کے بعد متعدد

---

۵۱ مقدمہ اکمال الشیم صفحہ ۱۴۔ صفحہ ۲۴۴، تاریخ مشائخ چشت از حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی (اشاعت العلوم سہارنپور) صفحہ ۲۱۳، صفحہ ۲۱۲۔ ۵۲ اکابر کا رمضان صفحہ ۱۴۔

.... رمضان حضرت مولانا محمد الیاس کی خدمت ورفاقت میں گذرے حضرت شیخ مدظلہ العالی کے رمضان میں نظام الدین تشریف لے جانے سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو بے حد مسرت ہوئی، اور یہ تمنا رہی کہ حضرت شیخ رمضان ان کے ساتھ ہی گذاریں، اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

"دل خواہاں تھا کہ رمضان مبارک میں تمہارے قرب سے حلاوت اندوز ہوتا۔ مگر تمہیں اپنی دل جمعی جس طرح بھی معمول ہو، اس کی پابندی مناسب ہے۔ تم جیسے عالی ہمت کے لئے اہل وعیال کا روڑا ہو جانا تو قلب قبول نہیں کرتا، مگر انشاء اللہ مناسب وہی ہو گا جس طرف طبیعت مائل ہو، اسباب ظاہری کچھ ہی ہوں"

رمضان میں بندہ بھی دعوات کا خواہاں ہے بھولیں نہیں بندہ کیلئے تمہاری ذات انشاء اللہ سرمایۂ دارین ہے تو دعا دل و جان سے نکلنی ضروری ہے مگر افسوس خدا جانے دل وجان کس غاشیہ میں ہیں: اللہم ارحم اللہم ارحم" ؎[1]

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی حیات میں نظام الدین میں رمضان المبارک کے کیا معمولات اور نظام الاوقات رہتا تھا افسوس ہے اس کی تفصیلات نہیں مل سکی۔ تاہم اس دور کے ایک رمضان ۱۳۴۹ھ

---

[1] سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی، از مولانا محمد ثانی حسنی لکھنؤ ۱۹۶۷ء صفحہ ۱۱۷، اور اکابر کا رمضان صفحہ ۴ آپ بیتی صفحہ ۱۳۷۔

کی ایک بابرکت قیمتی یادگار فضائل رمضان کی شکل میں لاکھوں مسلمانوں کو درسِ عمل دے رہی ہے۔

رمضان ۱۳۶۳ھ نظام الدین میں۔

اس سال ۲۱ رجب ۱۳۶۳ھ (۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء) کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا وصال ہو چکا تھا، اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر جماعت بنائے گئے تھے ان کی سرپرستی اور دلجوئی کے حضرت شیخ بار بار نظام الدین تشریف لے جاتے تھے۔ چونکہ رمضان مبارک بھی بالکل قریب آگئے تھے اس لئے وہیں رمضان مبارک گذارنے کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے بھی اس رمضان کا بہت اہتمام کیا، حضرت شیخ مدظلہ العالی کے علاوہ دیگر علماء و صلحا کا اچھا خاصا اجتماع ہو گیا تھا۔ اسوقت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی الہ آباد جیل میں تھے رہائی کے بعد سہارنپور دیوبند ہوتے ہوئے ۱۵ رمضان کو نظام الدین تشریف لائے ایک شب نظام الدین میں گذاری، حضرت شیخ اور دوسرے اکابر کے اصرار پر تراویح کی امامت بھی فرمائی، اس موقع کی چشم دید روداد حضرت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں :-

"تراویح کے وقت حضرت نے فرمایا جو امامِ تراویح ہے وہ تراویح پڑھائے۔ میں نے عرض کیا کس کی ہمت ہے کہ آپ کے سامنے تراویح پڑھا سکے۔ آج تو آپ ہی کو پڑھانی ہے تھوڑی ردوقدح کے بعد حضرت نے قبول فرمایا۔ اور اس شب کی تراویح کی امامت حضرت نے نظام الدین میں فرمائی، اور اپنی

تراویح کا قرآن جو پہلے سے شروع ہوا تھا۔ اس میں پارہ ۱۴ کے نصف سے سورۂ بنی اسرائیل کے ختم تک ایک پارہ بیس رکعت میں ایسے اطمینان سے پڑھا کہ لطف آ گیا۔ [۱]

اس سال کے اخیر رمضان میں حضرت مدظلہٗ العالی کی طبیعت ناساز رہی ایک مجلس میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"جس سال چچا جان کا انتقال ہوا۔ اس سال میں رمضان کا اعتکاف کرنے نظام الدین گیا۔ ۲۹ رمضان کو مغرب کی پہلی رکعت میں بے ہوش ہو کر گر پڑا ۱۰ دن تک خوب بخار آتا رہا[۲]

اس کے بعد سے اکثر رمضان نظام الدین گذارنے کا معمول ہو گیا تھا حضرت مدظلہٗ العالی تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے چچا جان نور اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد کئی سال تک پورا یا آخری عشرہ عزیز مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دلداری میں نظام الدین میں گذارا۔[۳]

۱۳۶۵ھ کا رمضان نظام الدین میں۔

ذکر آ چکا ہے کہ حضرت سہارنپوری کی وفات کے بعد سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی کے اکثر رمضان نظام الدین میں مولانا محمد الیاس کی معیت و رفاقت میں گذارتے تھے۔ حضرت مدظلہٗ العالی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک مجلس

---

[۱] اکابر کا رمضان ص۴۴، [۲] صحبتے با اولیاء ص۱۹۲،

[۳] آپ بیتی ص۱۴۴ ج ۶۔

میں ارشاد فرمایا :-

"چچا جان کے زمانہ میں اور ان کے انتقال کے بعد میں نظام الدین میں ماہِ مبارک میں اعتکاف کیا کرتا تھا اور پورے مہینے کا اعتکاف کیا کرتا تھا" لہ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے وصال کے بعد مرکز تبلیغ اور وابستگان مرکز تبلیغ کو حضرت شیخ کی توجہات، نگرانی اور دعاؤں کی بے حد ضرورت تھی اس لئے یہ معمول بدستور جاری رہا، اس سال (۱۳۶۵ میں) ۲۸ شعبان (۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء) یکشنبہ کی رات میں نظام الدین تشریف آوری ہوئی۔ یہ رمضان کن کیفیات و برکات کے ساتھ گذارا۔ اس کا ذکر مولانا محمد ثانی نے سوانح مولانا محمد یوسف میں کیا ہے تحریر فرماتے ہیں :-

"۶۵ھ رمضان میں سب سے زیادہ معتکفین تھے۔ اندر باہر چند فٹ کے فاصلے سے چادریں تنی تھیں، دور، دور سے آئے ہوئے لوگوں نے اعتکاف کیا حجرے سے متصل جو غربی گوشہ ہے وہاں حضرت شیخ الحدیث معتکف تھے اور جنوبی جانب مغربی گوشہ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اعتکاف میں تھے باقی حضرات مسجد کے ہر حصے میں اعتکاف کر رہے تھے۔

مولانا محمد یوسف نے تراویح میں قرآن سنایا ۱۱ ½ بجے تراویح ختم ہوتی ۱ ½ بجے تک حضرت شیخ کی خدمت میں یہ حضرات تشریف رکھتے اور اکابر کی مجلس شوریٰ ہوتی، پھر نوافل، اور

لہ آپ بیتی صد ۵/۴۲ ۔ صحبتے با اولیاء صد ۱۹۸ ۔

سحری، بعد نماز صبح (مولانا محمد یوسف صاحب کی تقریر کے بعد) لوگ سو جاتے ۱۰ بجے بیدار ہو کر قرآن کریم کی تلاوت، مذاکرہ تعلیم وغیرہ ہوتی، بعد ظہر، مولانا عبید اللہ بلیاوی حضرت شیخ الحدیث کو حصن حصین سناتے اور مولانا محمد یوسف صاحب بھی کبھی کبھی اس میں شرکت فرماتے۔

یہی وہ رمضان ہے جس میں ۱۶ر اگست کو یوم پاکستان منانے پر کلکتہ میں خونریز فساد ہوا تھا، اور فسادات کا سلسلہ بمبئی وغیرہ شہروں میں بھی پھیل گیا تھا۔

یہ رمضان المبارک نظام الدین میں باغ وبہار بن کر آیا تھا ساری مسجد ذکر و تلاوت سے گونجتی رہتی تھی ایک ہی وقت خانقاہ بھی تھی، مدرسہ بھی ہر چھوٹا بڑا سارا دن اور ساری رات سب ذکر و تلاوت میں گذارتا، کوئی ایک قرآن روز پڑھتا، کوئی اس سے کم یا زیادہ حضرت شیخ الحدیث اور مولانا محمد یوسف کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و تلاوت کا پوچھنا ہی کیا۔ کوئی لمحہ ایسا نہ گذرتا جس میں یہ بزرگ خالی بیٹھے ہوں پورے رمضان کی راتوں میں سونا خارج از بحث تھا دن کو چند گھنٹے سو لیتے پھر شب و روز عبادت میں گذار دیتے تھے۔ لہ

سطور بالا میں اس رمضان کے معتکفین میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا نام بھی آیا ہے۔ حضرت موصوف نے اس رمضان کے معمولات اس طرح بیان فرمائے ہیں:-

"راقم السطور کو ۱۹۴۶ء میں ایک مرتبہ پورا رمضان ساتھ گذارنے

لہ

کی سعادت حاصل ہوئی۔ نظام الدین میں قیام تھا، اور شیخ کی خصوصی شفقت و تعلق کی وجہ سے بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا، پورے مہینہ کا اعتکاف تھا روزانہ ایک قرآن شریف ختم کرنے کا التزام تھا قدرے اضافہ کے ساتھ (تاکہ اگر ۲۹ کا چاند ہوجائے تو تیس قرآن مجید ختم کرنے کے معمول میں فرق نہ آئے) نظام الاوقات یہ رہتا تھا کہ افطار صرف ایک مدنی کھجور سے پھر ایک پیالی چائے اور ایک بیڑہ پان نماز مغرب کے بعد اوابین شروع فرمادیتے جن میں کئی پارے پڑھتے۔ اوابین سے فراغت کے بعد اور عشا کی نماز سے پیشتر ایک خصوصی مجلس ہوتی جس میں خاص عزیز و خدام شریک رہتے، عشاء اور تراویح کے بعد پھر مجلس ہوتی جس میں ہلکی سی افطاری عموماً امرود یا کیلا کا کچالو یا کچھ پھلکیاں وغیرہ لیکن قلیل مقدار میں کھانے کا اس وقت بھی ذکر نہیں یہ گرمیوں کا زمانہ تھا مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید پڑھنے کے عادی تھے اس لئے تراویح میں بہت دیر ہوجاتی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مجلس میں بیٹھ کر حاضرین مجلس تو آرام کرنے چلے جاتے، شیخ نوافل میں مشغول ہوجاتے، سونے کا ایک منٹ کے لئے بھی معمول نہیں تھا، اخیر وقت میں سحر کھاتے۔ اور چوبیس گھنٹہ میں یہی کھانے کا وقت تھا۔ نماز فجر اول وقت ہوجاتی۔ نماز کے بعد آرام فرماتے، اور دن نکلنے کے بعد بیدار ہوتے ۲-۴ گھنٹہ میں یہی سونے کا وقت تھا۔ پھر دن بھر قرآن مجید ہی کا دور رہتا۔ یہی رمضان کا سب سے

بڑا معمول تھا، جو کچھ وقت ملتا۔ قرآن شریف کی تلاوت اور دور میں گذرتا۔[1]

۱۳۶۶ھ کا پرخطر رمضان نظام الدین میں۔

۱۳۶۶ھ (۱۹۴۷ء) کا رمضان ہند و پاک کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا اسی رمضان میں ملک کی آزادی و تقسیم کا اعلان ہوا۔ جس کے فوراً ہی بعد ملک کے دونوں حصوں میں وحشت و بربریت کا وہ طوفان آیا جس کی کہانی بہت ہی دلدوز اور الم ناک ہے۔ انسانی خون کی ایسی ارزانی، اغوا و عصمت دری کی یہ کثرت اور لوٹ مار کا یہ منظر شاید اس سے پہلے ہندوستانی سرزمین نے نہ دیکھا ہو۔ اس طوفانِ بربریت میں اپنوں کی بے چارگی و سادہ لوحی اور غیروں کی عیاری و چالاکی کا کھلا مشاہدہ ہوا جس کی تفصیلات کی یہاں نہ ضرورت ہے نہ موقع۔ ہمارے ان دانشوروں کی بے دانشی کی داد اجڑی ہوئی بستیاں لٹی ہوئی عصمتیں جلے ہوئے مکانات اور خانماں برباد مسلمان آج بھی دے رہے ہیں اور شاید صدیوں تک اس جرم کی تلافی نہ ہوسکے۔ لمحوں کی لغزش صدیوں کا المیہ بن گئی ہے

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ نے عہدوں کا
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

خطرات سے بھرپور یہ رمضان بھی نظام الدین میں گذارا، مرکز تبلیغ اور اس کے اطراف پناہ گزینوں کے کیمپوں میں تبدیل ہوگئے تھے۔ ہر طرف

---

[1] سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ صفحہ ۱۱۰ - ۱۱۱۔

اجڑے ہوئے لٹے پٹے بے سروسامان مسلمان نظر آتے تھے جن کا نہ کوئی ساز و سامان باقی رہا تھا۔ اور نہ۔۔۔ خدا کے سہارے کے علاوہ کوئی سہارا۔ یہ لوگ کھانے کے ایک ایک دانہ اور کپڑے کی ایک ایک کتر کے محتاج تھے اس نازک وقت میں حضرت مدظلہ العالی کی نگرانی و سرپرستی میں ذمہ داران مرکز نے اپنی ساری کوششیں ان کس مپرسوں کی خدمت و خبر گیری کے لئے وقف کردیں ان کی حتی الوسع ضروریات زندگی سے بھی امداد کرتے اور ان تک خدا کی آواز اور کلمۂ حق پہونچانے کی جستجو میں بھی برابر مصروف و مشغول رہتے، اس انتھک جدو جہد اور بے مثال قربانی کے باوجود مقیمین مرکز کے معمولات رمضان میں کوئی ترمیم و تغیر نہیں ہوا وہاں کے تمام معمولات و مشاغل بھی بدستور رہے۔ اور خدمت خلق کی یہ لگن بھی برابر اپنا کام کراتی رہی۔

حضرت شیخ مدظلہ العالی ۲۹ شعبان (جولائی ۱۹۴۷ء) عصر کیوقت نظام الدین پہونچے اور عصر کے بعد ایک ماہ کے اعتکاف کی نیت فرمائی۔ اس سال مسجد بنگلہ والی میں قاری رضا حسن بھوپالی نے اور گھر میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے قرآن سنایا، آخر رمضان میں مولانا محمد منظور نعمانی بھی نظام الدین آگئے تھے۔ رمضان کی ستائیسویں شب کو رات کے بارہ بجے جب ملک کی تقسیم کا اعلان ہوا تو مولانا محمد یوسف قرآن شریف سنا رہے تھے اور باہر مسجد میں تمام اہل مرکز نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ الی اللہ تھے۔ اسی وقت مولانا محمد منظور نعمانی نے نہایت درد و سوز کے ساتھ بڑی پراثر دعا کرائی [1]۔

---

[1] تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیے۔ آپ بیتی صہ ۳۲ ج ۵۔ اور سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب صہ ۲۶۵ صہ ۲۷۱۔

یہ رمضان جہاں تضرع وزاری اور انابت الی اللہ میں امتیاز ی
حیثیت رکھتا ہے وہیں مجاہدات ونفس کشی کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے۔
ان ایام میں فسادات کے طویل سلسلوں اور راستے غیر مامون ہونے کی وجہ
سے دلی سے اناج اور سبزیاں وغیرہ اشیاءِ خورد و نوش لانا بڑا ہی جان
جوکھوں کا کام تھا۔ اس لئے بقول حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ العالی :۔
"جانور کاٹ کاٹ کر بغیر روٹی غلہ کے بقرعید کی طرح کھائے"[1]

رمضان میں حضرت مدنی کی معیت ورفاقت

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ پورا رمضان کبھی نہیں گذرا
صرف دو مرتبہ حضرت مدنیؒ کی امامت میں تراویح ادا کی جس میں پہلی تراویح
کا ذکر ۱۳۶۳ھ کے رمضان میں گذر چکا ہے۔ دوسری مرتبہ ۱۳۶۴ھ میں حضرت
مدنی کی اقتدا کا موقعہ ملا۔ اس کی تفصیلات حضرت ہی کے الفاظ میں پڑھیے،
حضرت مدظلہٗ العالی تحریر فرماتے ہیں :۔

"رمضان ۱۳۶۴ھ کی پہلی تراویح حضرت نے سہارنپور کے اسٹیشن پر
پڑھائی کہ ۲۹ر شعبان کی شب میں صبح چار بجے بخاری شریف
ختم ہوئی، اسی دن شام کو معہ اہل وعیال لاری سے دیوبند سے
سے روانہ ہوکر سہارنپور پہونچے اور بارہ بجے کے قریب اسٹیشن پر
بہت بڑی جماعت کے ساتھ تراویح پڑھی۔ اہل مدرسہ اہل
شہر کی بڑی جماعت جو لینے لیئے یہاں سے تراویح پڑھکر اسٹیشن

---

[1] آپ بیتی ص۹، ۵۰

پر پہونچتے رہے۔ اور بہ نیت نفل شریک ہوتے رہے۔ زکریا کو حضرت نے حکم فرمایا کہ میرے قریب کھڑے ہو سامع تمہیں بننا ہے میں نے عرض کیا آپ کو لقمہ دینا آسان تھوڑا ہی ہے مجمع میں حافظ بہت ہیں اچھے سے حافظ کو بلا لاؤں۔ حضرت نے قبول نہیں فرمایا۔ اور اس شب کے استماع کا فخر اس سیہ کار کو حاصل ہوا۔" لہ

ماہ مبارک میں حضرت مدنی وغیرہ اکابر کے نام خطوط

گذشتہ صفحات میں حضرت مدظلہٗ العالی کا یہ معمول آپ نے پڑھا کہ ماہ مبارک میں عمومی خط وکتابت بند رہتی ہے۔ لیکن اپنے اکابر کے نام ایک دو خط دعا کے لئے لکھنے کا ہمیشہ معمول رہا۔ حضرت شیخ مدظلہٗ العالی نے آپ بیتی میں اس کا بہت تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں :۔

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY AZAMGARH

"اس ناکارہ کا معمول ماہ مبارک میں تقریباً چالیس سال سے خط و کتابت کا بالکل نہیں۔ مگر یہ کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے جو مدرسہ سے تعلق رکھتی ہیں اور کوئی خاص مجبوری ہو تو لکھنے پڑتے ہیں۔ لیکن اس ضابطہ میں ایک استثنا ہمیشہ سے رہا۔ وہ یہ کہ اکابر کی خدمت میں ایک دو خط اس تصریح کے ساتھ کہ "اس کے جواب کی ہرگز ضرورت نہیں صرف دعا کی یاددہانی ہے" لکھنے کا ہمیشہ سے رہا۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری

لہ اکابر کا رمضان ص ۹۵ ؎

نور اللہ مرقدہٗ کے متعدد خطوط باوجود اس لکھنے کے کہ جواب کی ضرورت نہیں اور باوجود اس اہتمام کے اعلیٰ حضرت رائپوری اول، اور حضرت اقدس رائے پوری ثانی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے میرے انبار میں متعدد خطوط موجود ہیں - اور حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ کا تو یہ بھی اہتمام تھا کہ حضرت اقدس باوجود اپنے مشاغل اور ماہ مبارک کے اہتمام کے ایک دو کارڈ ماہ مبارک میں اگر میں نہ لکھوں تب بھی حضرت اقدس شیخ الاسلام قدس سرہٗ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ عموماً اس میں ایک یا دو شعر ہوا کرتے تھے۔ یہ سارے کارڈ بھی محفوظ ہیں - اور وہ اشعار اتنے اونچے ہوتے تھے کہ یہ ناکارہ ان کا مصداق نہیں بن سکتا۔ مگر حضرت شیخ الاسلام کے تعلق کے اظہار، اور شفقت کو یاد کرکے رونے کے سوا اب کچھ نہیں رہا، ایک کارڈ کا مضمون جو حضرت نے متعدد رمضانوں میں لکھا تھا یہ تھا:-

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابرِ کرم بحرِ سخا کچھ تو ادھر بھی ؎[1]

---

[1] ایک مجلس حضرت مدنی کے نام ماہ مبارک میں خطوط تحریر کرنے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
"رمضان میں میرا اور حضرت مدنی کا یہ معمول رہا کہ ہر ایک دوسرے کو پہلے خط لکھا کرتا تھا، اکثر میں ہی لکھتا تھا، عموماً کوئی شعر ہوتا تھا، ایک مرتبہ میں نے خط لکھا اس میں یہ شعر تھا ؎
گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی ؛ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
صحبتے با اولیاء صہ ۱۰۵"

مجھے یہ شعر اسی طرح یاد ہے کارڈ سامنے نہیں۔ بعض خطوط میں عربی کے اشعار بھی تحریر فرماتے، اسی طرح اس سیہ کار کا معمول بھی ہر ماہ مبارک میں ایک دو کارڈ حضرت مدنی کو لکھنے کا تھا۔ اس میں بھی ایک دو شعر ہوا کرتے تھے۔ یہ شعر مجھے بھی اپنے مختلف کارڈوں پر رمضان میں لکھنا بہت یاد ہے چونکہ حضرت قدس سرہٗ کا اہتمام و معمول تھا اس لئے حضرت کی روانگی کے بعد جہاں کہیں بھی حضرت قدس سرہٗ کا رمضان گذرتا میں انتیس ۲۹ شعبان یا یکم رمضان کو کارڈ لکھ دیتا۔ تاکہ میرا کارڈ جوابی نہ بنے بلکہ ابتدائی درخواست رہے۔

اس واقعہ کی تسوید کے وقت بھی مفتی محمود صاحب میرے پاس ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کا ایک کارڈ حضرت مدنی کے نام ان کے کسی خلیفہ کے پاس دیکھا ہے جس میں صرف یہ مصرعہ تھا۔

"چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی" [۱]

رائے پور میں رمضان

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے یہاں بھی رمضان ان تمام لوازمات و آداب کے ساتھ آتا جو خاصانِ خدا کا معمول ہے۔ دور دور سے اربابِ ذوق کھنچے چلے آتے، گلزارِ رحیمی کی رونق و شادابی عروج پر

---

[۱] آپ بیتی صد۱۳ ج ۵، اور دیکھئے صحبتے با اولیاء صد۱۰۵ ۔

ہوتی جس پوش خانقاہ کا ذرہ، ذرہ، پتہ پتہ نور کی چادر میں لپٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رائے پور کے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"رمضان مبارک میں ایک خاص بہار ہوتی لوگ بہت پہلے سے اس کے منتظر ہوتے اور تیاریاں کرتے ملازمین چھٹیاں لے کر آتے۔ مدارس دینیہ کے اساتذہ اس موقع کو غنیمت جان کر اہتمام سے آتے۔ علماء وحفاظ کی خاصی تعداد جمع ہو جاتی۔"[۱]

حضرت رائے پوری کا اصرار ہوتا کہ حضرت شیخ مدظلہٗ بھی اس موقع پر رائے پور قیام فرمائیں۔ حضرت مولانا عبدالقادر کے اصرار اور حضرت شیخ کی دلی تمنا کے باوجود کبھی پورے رمضان رائے پور قیام کا موقع نہیں ہوا صرف دو مرتبہ پندرہ پندرہ روز حضرت رائے پوری کے ساتھ گذرے، پہلی بار ۱۳۷۸ھ - ۱۹۵۹ء میں دوسری مرتبہ رمضان ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۲ء میں حضرت مدظلہٗ العالی نے اکابر کے رمضان میں ان ایام تفصیلات قلم بند فرمائی ہیں :-

"اس ناکارہ کے دو نیم رمضان (حضرت رائے پوری کے ساتھ گذرے) پہلا ۱۳۷۸ھ میں جب کہ حضرت قدس سرہٗ نے یہ رمضان سہارنپور میں بہٹ ہاؤس میں کیا، زکریا بعد ظہر اپنا سپارہ سنا کر بہٹ ہاؤس میں حاضر ہوتا، اور حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ تراویح پڑھ کر واپس آتا، اس رمضان

---

[۱] سوانح حضرت شاہ مولانا عبدالقادر رائپوری، (لاہور ۱۹۷۱ء، صد ۱۲۳، صد ۱۲۴)

کے وقائع اور برکات تو بہت ہی ہیں - ایک دن کا واقعہ
ہمیشہ ہی نظروں میں رہے گا -

"حضرت قدس سرہٗ کے حجرہ میں ایک کونہ میں اس ناکارہ
کے بیٹھنے کی جگہ متعین تھی، اور بھائی الطاف اللہ بہت ہی
جزائے خیر دے - اس نے معتکفین کی طرح میرے بیٹھنے کی جگہ
پر دو دو دگار رکھے تھے - بسترہ اور تکیئے وہاں ہر وقت
بھائی کی برکت سے لگے رہتے تھے - میں چپکے سے جا کر اپنے
بسترہ کے قریب کا دروازہ کھول کر اپنے بسترہ پر بیٹھ جاتا
عصر کی نماز کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا حضرت
کو میری حاضری کی اکثر خبر بھی نہیں ہوتی تھی" لے

اس کے بعد حضرت رائے پوری کی مسلسل بیماری کی وجہ سے روزہ
نہ رکھنے سے معذوری، اور اس کیفیت کے انوارات کا ذکر کرنے کے بعد
تحریر فرماتے ہیں :-

"اس سال حضرت کی غایت شفقت نے شاہ مسعود کو قرآن
سنانے کا حکم فرمایا تھا، جو انہوں نے بہت ہی بہتر طریقہ
سے بہت ہی ذوق و شوق سے سنایا - اور ۲۵ر شعبان
میں ختم کیا، چار دن متفرق احباب نے سنایا - چونکہ حضرت
قدس سرہٗ کے یہاں تراویح اول وقت شروع ہو جاتی - اور
مدرسہ قدیم میں قاری مظفر تراویح پڑھاتے تھے، اس لئے یہ

لے اکابر کا رمضان صدا ۵

ناکارہ بہٹ ہاؤس سے واپسی پر قاری صاحب کے پیچھے دو چار نفلوں میں شرکت کرلیتا تھا۔

اس زمانہ میں اس ناکارہ کے یہاں تراویح کے بعد کی چائے کا بہت اہتمام اور زور تھا، پھلکیاں تو اہتمام سے گھر میں پکتی تھیں۔ اور جو کچھ ادہر ادہر سے آجاوے مزید براں جناب الحاج ابوالحسن علی میاں نے بھی اکثر رمضان کا حصہ بہٹ ہاؤس میں گزارا تھا۔ اور صوفی عبدالحمید صاحب جو مولانا سر رحیم بخش کے بھتیجے تھے انہوں نے بھی، اور بھی حضرت قدس سرہٗ کے خاص خدام کا یہ معمول تھا کہ حضرت کے یہاں سے تراویح سے فراغت کے بعد اس ناکارہ کی مجلس چائے میں شرکت کے واسطے تشریف لاتے، اور تقریباً دو گھنٹہ میں واپسی ہوتی۔ [1]

رائے پور میں دوسرا رمضان

اس کے بعد رائے پور میں دوسرا رمضان ۱۳۸۱ھ (فروری ۱۹۶۲ء) میں گزارا۔ جو حضرت رائے پوری کی حیات کا آخری رمضان تھا۔ حضرت رائے پوری حضرت شیخ مدظلہ العالی سے بار بار فرماتے "مدرسہ اور بخاری تو دونوں رہیں گے۔ ہم کہاں رہیں گے" اس لئے حضرت شیخ مدظلہ العالی نے طے فرمایا کہ اس رمضان کا نصف اول سہارنپور میں اور نصف آخر رائے پور میں

---

[1] اکابر کا رمضان صد ۵۱، صد ۵۲۔

گذاریں - اس ارادہ کا ذکر کرتے ہوئے اکابر کے رمضان میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ماہ مبارک کے متعلق یہ ہوا کہ آدھا سہارنپور میں گذرے گا اور آدھا رائے پور میں، اس لئے ۱۵ ار رمضان کو رائے پور کی روانگی طے تھی۔ مگر مولانا محمد یوسف صاحب کی خبر آئی کہ وہ ۱۷ ار رمضان کو آرہے ہیں۔ ان کے انتظار میں بجائے ۱۵ ار کے ۱۷ ار رمضان کو جانا ہوا، اسی دن وہ دہلی سے تشریف لائے، اور فوراً ہی ان ہی کی کار میں رائے پور حاضری ہو گئی، اور افطار حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں ہوا۔ مولانا یوسف صاحب تو دوسرے دن واپس تشریف لے آئے اور یہ ناکارہ حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ خانقاہ شریف میں عید کی نماز آزاد صاحب کی اقتداء میں پڑھ کر سہارنپور واپس آیا۔" [1]

رائے پور سے واپسی میں عید کی نماز کے لئے اہل دیہات کے رواں دواں کارواں کے سادہ و پرکشش مناظر اور ان کے جوش و خروش کی کیفیات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

"آخر رمضان میں باغ کی مسجد میں تو مولوی فضل الرحمٰن بن مولوی عبدالمنان دہلوی نے قرآن پاک سنایا، اور حضرت کے حجرہ شریف کے برابر کے حجرہ میں مولوی عبدالمنان صاحب گجراتوالے نے پڑھا جن کی اقتداء میں اس ناکارہ نے بھی آخر

---

[1] اکابر کا رمضان صـ۵۲ ۔

رمضان کی تراویح پڑھی ۔ لہ

اس رمضان کے بعد گلزار رحیمی پر بہار نہ آئی۔ اس کی رونق و شگفتگی واپس نہ لوٹی اس رمضان کے چند مہینے بعد ہی ع

"بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھالیا"

سہارنپور میں یکسوئی کے رمضان :-

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے وصال کے بعد حضرت شیخ مدظلہ العالی کے متعدد رمضان سہارنپور میں نہایت یکسوئی کے گذرے، اس وقت حضرت مدظلہ العالی کے اوقات کتنے مصروف اور عبادت وتلاوت میں کتنا انہماک رہتا تھا اس کا کچھ اندازہ اس دل چسپ واقعہ سے ہوگا جسے خود حضرت مدظلہ العالی نے آپ بیتی میں نقل فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں:

"میرے عزیز مخلص دوست حکیم طیب رام پوری، میرے دوسرے مخلص دوست مولوی عامر سلمہٗ کے والد اس زمانہ میں ان کی آمد ورفت بہت کثرت سے تھی - اور چونکہ بہت مختصر وقت کے لئے آتے تھے اور سیاسیات کی خبریں بہت مختصر الفاظ میں جلدی جلدی سناجاتے تھے اس لئے ان کی آمد میں میرے یہاں کوئی پابندی نہیں تھی -

ایک مرتبہ رمضان میں ۸ - ۹ بجے صبح کو آئے مولوی نصیر سے کہا کواڑ کھلوادو - اس نے کہا رمضان ہے! خود

لہ اکابر کا رمضان صد ۵۳ ۔

زنجیر کھڑکھڑانے کا ارادہ کیا۔ اس نے منع بھی کیا، اور یہ بھی کہا کہ یا تو وہ سو رہا ہوگا تو نیند خراب ہوگی۔ اور اگر اٹھ گیا ہوگا، تو نفلوں کی نیت باندھ لی ہوگی۔ کھڑکھڑاتے رہو۔ اس پر وہ خفا ہو کر مدرسہ چلے گئے، راستہ میں مولانا منظور احمد خاں صاحب ملے۔ انہوں نے کہا حکیم جی! تم کہاں آگئے شیخ کے یہاں تو رمضان ہے، اس پر کچھ سوچ پیدا ہوا، اور نصیر پر سے غصہ کم ہوا، اس کے بعد حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچے، وہ ڈاک لکھوا رہے تھے، فرمایا حکیم جی تم کہاں آگئے۔ شیخ کے یہاں تو رمضان ہے، وہاں سے اٹھ کر مفتی صاحب کے حجرہ میں گئے، مفتی صاحب کا قیام اس زمانہ میں مدرسہ قدیم ہی کے حجرہ میں تھا، مفتی صاحب نے بھی یہی فقرہ دہرایا، حکیم جی نے پوچھا آخر رمضان میں کوئی وقت بات کا ملاقات کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب نے کہا تراویح کے بعد آدھ گھنٹہ، حکیم جی نے کہا مجھے تو رام پور واپس جانا ہے۔ تب مفتی جی نے کہا ظہر کی نماز سے پندرہ منٹ پہلے تشریف لائیں گے۔ اس وقت مل لینا، یا ظہر کی نماز کے بعد گھر جاتے ہوئے راستہ میں مل لینا۔ وہ ظہر سے پہلے مسجد میں آئے تو میں نیت باندھ چکا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر میں نے سنتوں کی نیت باندھ لی، بڑی دیر تک انہوں نے انتظار کیا، مگر جب دیکھا کہ رکوع کا ذکر ہی نہیں اس لئے کہ اس زمانہ میں سنتوں میں دو دفعہ پارہ پڑھنے کا معمول تھا، وہ بڑی دیر

تک انتظار دیکھ کر مشر گشت میں چلے گئے، وہ واپس آئے تو میں اپنے کمرے میں پہونچ کر قرآن پاک سنانے میں مشغول ہو گیا تھا، وہ بہت کھٹ کھٹ کرکے اوپر چڑھے، اور جاتے ہی بہت زور سے (کہا ؟) بھائی جی ! سلام علیکم بات نہیں کرتا صرف ایک فقرہ کہوں گا، رمضان اللہ کے فضل سے ہمارے یہاں بھی آتا ہے مگر یوں بخار کی طرح کہیں نہیں آتا۔ [1]

رمضان ۱۳۴۷ھ ۱۳۴۸ھ کے معمولات۔

صفحات بالا میں گذرا کہ حضرت مدظلہٗ العالی کا یہ دور نہایت یکسوئی اور خصوصًا ماہ مبارک میں کم آمیزی کا تھا۔ اس دور کے رمضان کے مختصر معمولات حضرت نے اپنی بیاض کبیر میں قلمبند فرمائے ہیں۔ اس میں ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۹ء سے ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء تک تمام رمضانوں کے معمولات آگئے ہیں اس میں سے ۱۳۴۷ھ کے رمضان کے معمولات ان الفاظ میں قلم بند فرمائے ہیں :۔

"تراویح ۴ پارے، چلے تا ۱۰۔ اوجز تا ایک۔ ذکر ۲۔ نوم ۳ ڈاک ۴ : استماع پارہ ناظم صاحب ۵۔ سحور ½۴ ۵ نوم تا صبح ۱ بجے۔ اوجز تا ظہر۔ بالنظر تا عصر۔ استماع تا مغرب اوابین تا عشاء ایک بار"۔ [2]

---

[1] آپ بیتی ص ۳۶۔ ص ۳۷ جلد ۲۔ صحبتے با اولیاء ص ۱۰۳، [2] بیاض کبیر (فوٹو اسٹیٹ کاپی مملوکہ راقم)۔

رمضان ۱۳۴۸ھ کے معمولات بھی سال گذشتہ کے قریب قریب رہے اس سال کے معمولات کی تفصیلات بھی روزنامچہ سے نقل کی جاتی ہیں:-

"نوم دمتفرقات تا ظہر، سماع مولوی عبدالمجید ۲½ پارہ مکرر خود، سماع مولوی اکبر علی بعد عصر ایک بار، در اوابین ایک بار، در تراویح مسجد ایک پارہ، بعد تراویح نفل گھر میں ایک بار، تالیف او جزتا دو بجے شب، ذکر ۳ بجے تک اجل ۴ بجے سحور" ؎۱

حضرت مولانا محمد الیاس رحؒ کی وفات کے بعد سے چند افراد رمضان گذارنے حضرت کی خدمت میں آنے شروع ہوئے سب سے پہلے مولوی عبداللہ اور پہلوان (کرسی ضلع بارہ بنکی) نے آنا شروع کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مدظلہ العالی نے رمضان ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء کی ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:-

"میرے یہاں آج سے پچیس ۲۵ سال پہلے پہلوان اور مولوی عبداللہ کرسی والے نے رمضان میں آنا شروع کیا تھا، ان کے علاوہ اور کچھ لوگ آتے جاتے تھے ۲۵ ـــ ۳۰ آدمیوں کا مجمع ہر سال رہتا تھا" ؎۲

حضرت مدظلہ العالی نے اس وقت تک سہارنپور میں اعتکاف شروع نہیں کیا تھا، واردین مسجد قدیم (مدرسہ مظاہر علوم) میں اپنے معمولات و اوراد میں مشغول رہتے۔ اور حضرت مدظلہ العالی اپنی قیام گاہ پر اپنے معمولات میں

؎۱ بیاض کبیر (فوٹو اسٹیٹ کاپی مملوکہ راقم) ؎۲ صحبتے با اولیاء ص۱۳۸

مصروف رہتے تھے۔

سہارنپور میں اعتکاف کی ابتداء۔

حضرت کی خدمت میں رمضان گذارنے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہورہا تھا۔ اور ان کی قدرتی طور پر خواہش ہوتی تھی کہ ماہ مبارک میں حضرت کا قرب حاصل رہے اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقعہ ملے اس لئے حضرت مدظلہ العالی نے رمضان ۴۴ ۱۳ھ ۱۹۲۵ء میں شروع رمضان سے اعتکاف کا ارادہ فرمالیا۔ یہ اعتکاف مسجد قدیم (مدرسہ مظاہر علوم) میں ہوا، یہ اطلاع نیازمندوں کے لئے نغمۂ مسرت اور پیام جانفزا تھی اس خبر پر دور، دور سے اہل دل کھینچے چلے آئے۔ اخیر عشرہ میں معتکفین کی تعداد ۴۰ ہوگئی تھی۔ جگہ کی تنگی کے سبب بہت سے لوگوں کو حکماً اعتکاف سے روک دیا گیا۔ لیکن لوگوں کی آمد کا سلسلہ برابر جاری رہا اور آنے والوں کی تعداد سو سے زائد ہوگئی تھی، ان سب کا قیام مدرسہ کی عمارت میں رہا حضرت مدظلہ العالی اس رمضان کے متعلق اپنے روزنامچہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> "امسال زکریا نے شروع سے ہی اعتکاف کا ارادہ کرلیا تھا، اس لئے ۲، نفر شروع میں اور پھر اخیر عشرہ تک چالیس کی تعداد ہوگئی تھی۔ بہت سے لوگوں کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے سختی سے روک دیا گیا، مجمع اس سال اخیر عشرہ میں سو سے زیادہ تجاوز کرگیا تھا"

ماہ مبارک کی ایک مجلس میں سہارنپور میں اپنے اعتکاف شروع کرنے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"جس سال ۱۳۸۴ھ میں مولانا محمد یوسف صاحب کا انتقال ہوا، اس سال نظام الدین سے ۲۰-۲۵ آدمی یہاں آئے اور کہا ہم یہاں اعتکاف کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے سہارنپور میں کبھی اعتکاف نہیں کیا تھا۔ البتہ نظام الدین میں اس سے پہلے اعتکاف کیا تھا۔ اعتکاف کے لئے وہاں سہولت تھی میں نے ان لوگوں سے کہا مدرسہ قدیم کی مسجد میں جگہ نہیں ہے تم لوگ مہمان خانہ میں رہو یا سہارنپور کے مرکز (تبلیغ) میں جاکر اعتکاف کرو۔ مگر انہوں نے یہاں اعتکاف کرنے پر اصرار کیا۔ اور یہ طے ہوا کہ باری باری اعتکاف کریں گے" [۱]

اس رمضان کے شب و روز کی مصروفیات مجالس ذکر و استفاضہ، ارشادات و ملفوظات اور احوال و کیفیات کا حال معلوم نہیں، حضرت مدظلہ العالی کے روزنامچہ سے بھی صرف حضرت کی یومیہ تلاوت کی تفصیلات مل سکی ہیں۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:-

"معمولات حسب ذیل رہے۔ بعد مغرب اوابین میں ۸ پارے بعد تراویح شروع جائے تک ایک پارہ، تہجد میں ۱۰، ضحی ۶ ظہر کی سنتوں میں ۳۔ بعد ظہر صلوۃ التسبیح ۲، اس کے بعد نظر ۲، بعد عصر سماع یحیٰی ۳۔ میزان کل ۳۵ پارے"

رمضان ۱۳۸۴ھ اور دار جدید میں اعتکاف کی ابتداء

رمضان ۱۳۸۴ھ میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت سے شائقین اعتکاف

---

[۱] صحبتے با اولیاء، ص ۱۴۱۔

سے محروم رہ گئے تھے اس لئے رمضان ۱۳۸۵ھ ۶۶ - ۱۹۶۵ء میں اعتکاف کے لئے دارِ جدید[۱] کی نوتعمیر شاندار مسجد کا انتخاب ہوا گذشتہ سال میں حضرت کے اعتکاف فرمانے کی خبریں ملک کے کونے کونے جا چکی تھیں اور سینکڑوں اشخاص حضرت کے ساتھ اعتکاف کرنے کے متمنی تھے - دار جدید میں اعتکاف کی خبر سے دل کے کنول کھل گئے، اور لوگ سہارنپور آنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے -

شروع رمضان سے حضرت مدظلہ العالی کے ساتھ رمضان ....
.... گذارنے کے خواہش مند اخیر شعبان میں سہارنپور پہونچ گئے تھے ....
.... ۲۹ شعبان کی شام کو حضرت مدظلہ عشاق کی ایک جماعت ....
.... کے ساتھ دارِ جدید منتقل ہو گئے - اور چالیس خوش نصیبوں نے شروع رمضان سے اعتکاف کی نیت کر لی - مجمع رفتہ رفتہ بڑھتا رہا - آخر رمضان تک یہ تعداد تین سو تیرہ ہو گئی تھی - حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حضرت کے ایک خادم کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں :-

"وسط شعبان سے ۲۸ رمضان تک جو مہمان باہر سے آئے اور پورا رمضان یا کچھ ایام گذار کر واپس گئے ان کی ایک فہرست ایک خادم نے بطور خود مرتب کی تھی اس فہرست میں ۱۳۱۳ مہمانوں کے نام ہیں" [۲]

حضرت شیخ مدظلہ العالی نے اپنے روزنامچہ میں سال گذشتہ مسجد قدیم

---

[۱] دار جدید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا وسیع و جدید دار الاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) [۲] سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی تالیف مولانا محمد ثانی حسنی (لکھنؤ ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء) صہ ۱۱۱

(مدرسہ مظاہر علوم) میں جگہ کی تنگی، واردین کی کثرت اور دار جدید میں اعتکاف کرنے کے فیصلہ کا ذکر فرمایا ہے، تحریر فرماتے ہیں:۔

"گذشتہ سال مدرسہ قدیم کی مسجد میں اعتکاف رہا تھا۔ مگر مجمع اس قدر بڑھتا چلا گیا کہ اخیر عشرہ میں مدرسہ میں بھی قیام کی جگہ نہ رہی سب سے زیادہ قلق کی چیز یہ ہوئی کہ نظام الدین سے مولانا محمد یونس صاحب مرحوم کا ساتھ چھوڑ کر ایک جماعت ۱۵ نفر کی سہارنپور اعتکاف کرنے آئی مگر یہاں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے اعتکاف سے محروم رہی، اور نظام الدین بھی نہ جا سکی، اس لئے اس سال دار الطلبہ جدید میں پورے ماہ کا اعتکاف ہوا۔ تقریباً چالیس نفر شروع ہی سے معتکف تھے، روزانہ کچھ بڑھتا رہا۔ آخری عشرہ میں صحن میں بھی شامیانہ لگوانا پڑا۔"

معمولات و نظام الاوقات رمضان ۱۳۸۵ھ

اس رمضان کے روح پرور ماحول اور دلآویز کیفیات کا تذکرہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے مولانا منور حسین بہاری کے حوالے سے فرمایا ہے حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت شیخ کا نظام الاوقات رمضان شریف میں یہ رہا، سحری کے لئے جب لوگ بیدار ہوتے تو حضرت عموماً نوافل میں مشغول ہوتے، اور جب سحری کا وقت ختم ہونے لگتا تو ایک دو انڈے نوش فرماتے۔ اور چائے کی ایک پیالی، پھر جماعت

تک تکیہ لگائے لوگوں کی طرف متوجہ رہتے ۔ مہمان حضرات آمنے سامنے ہوتے ۔ بعد نماز فجر آرام فرماتے، تقریباً ۹ بجے دن تک پھر ضروریات سے فارغ ہوکر نوافل میں مشغول ہو جاتے دوپہر زوال کے قریب تک پھر ڈاک ملاحظہ فرماتے اور بعض ضروری خطوط لکھواتے اذان ظہر تک، پھر نماز میں مشغول ہوتے بعدِ ظہر فوراً تلاوت شروع فرماتے مسلسل عصر تک ، مہمانوں کو ہدایت تھی کہ سب لوگ ہمہ تن ذکر میں مشغول ہو جائیں قبیل عصر تک، چنانچہ ذاکرین ذکر میں مشغول ہوتے ، اور دوسرے حضرات تلاوت میں مشغول رہتے عصر تک ، بعد عصر حضرت قرآن شریف سناتے اکثر مہمان یا تو قرآن شریف سنتے یا خود تلاوت کرتے قبیل انطار تک ، صرف چند منٹ پہلے تلاوت موقوف کرکے مراقب ہو جاتے ۔ مہمانوں کو ہدایت تھی کہ صحن مسجد میں انطاری کے دسترخوان پر چلے جائیں اور حضرت اکیلے پردہ میں ہو جاتے ، اذان پر مدنی کھجور سے انطار اور اس پر زمزم ایک پیالی نوش فرماتے پھر مراقب ہو جاتے یا ٹیک لگا کر بیٹھتے ، نماز مغرب سے فراغت کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا اور حضرت دیر تک نوافل میں مشغول رہتے اذان کے آدھ گھنٹہ پہلے تک اسوقت ایک دو انڈے نوش فرماتے اور ایک پیالی چائے ، یہ چائے بھی ہفتہ عشرہ کے بعد بہت اصرار پر شروع ہوئی ، اس طرح انڈا بھی سخت اصرار پر منظور فرمایا تھا روٹی چاول وغیرہ کی قسم سے کوئی چیز بھی رمضان بھر بلکہ ایک

دن پہلے بھی نوش نہیں فرمایا، اذان عشاء سے آدھ گھنٹہ پہلے پردہ ہٹایا جاتا، حضرت ٹیک لگا کر مہمانوں کی طرف متوجہ رہتے عجب منظر ہوتا، نئے آنے والے ملتے پھر اذان ہو جانے پر ضروریات سے فارغ ہو کر نوافل پھر فرض و تراویح میں مشغول ہو جاتے۔

اس رمضان میں تین ختم (کذا؟) کی سماعت فرمائی، پہلے مفتی یحییٰ صاحب نے سنائی، پھر حافظ ذکوان صاحب نے، پھر میاں سلمان سلمہٗ پسر مفتی یحییٰ صاحب نے، پورا ماہ اعتکاف میں گذارا، اور اکثر و بیشتر مہمان بھی معتکف رہے حتیٰ کہ بسا اوقات ڈاک خانہ بھیجنے کے لئے کسی آدمی کا ملنا مشکل ہو گیا تھا، بس حضرت کے تین چار خادم کو خاص کرکے ضروریات کے لئے غیر معتکف دیکھا گیا۔

آخر عشرہ میں یا اس سے کچھ پہلے بعض بعض دوستوں کے بار بار مٹھائی یا کباب لانے کی بنا پر تراویح کے بعد ایک دو لقمہ مٹھائی یا شامی کباب بھی نوش فرما لیتے مگر اکثر تو تقسیم ہی کرا دیتے۔ اوائل رمضان میں اعلان کرا دیا گیا تھا، یعنی حضرت نے خود فرما دیا تھا کہ تراویح کے بعد کتاب ہوا کرے گی چنانچہ کتاب ہی سنانے کا معمول رہا، اس وقت چنا یا پھلکی وغیرہ کا جو معمول پہلے سے چلا آرہا تھا اس رمضان میں بند کروا دیا گیا تھا کہ وقت ضائع ہو گا، کتاب وغیرہ سے فراغت کے بعد فرماتے حضرات جاؤ وقت کی قدر کرو، چنانچہ اکثر تلاوت

یا نماز میں لگ جائے، اور حضرت بھی مشغول ہو جائے کچھ دیر کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے مگر تنام عینائی ولاینام قلبی کی طرح کیفیت رہتی کہ ابوالحسن سلمۂ سے جو پاس ہی کو ہوتے کبھی کوئی بات فرما بھی دیتے اور یہ فرماتے کہ تم لوگوں کی تلاوت و ذکر سے میرے آرام میں فرق نہیں آتا۔[۱]

اس جفاکشی و مجاہدہ اور تقلیل غذا کے باوجود حضرت مدظلہ العالی کا بتیس ۳۲ پارے یومیہ تلاوت کا معمول رہا۔ تلاوت کی ... ترتیب اس طرح رہتی تھی:۔

بعد مغرب ۶ پارے، استماع تراویح اوسطاً ۳ پارے اس کے بعد فضائل کی کتاب ۱۲ تک نوم ۳ ½، تہجد ۶ پارے اول وقت نماز پڑھ کر نوم ۹ ½ تک، اس کے بعد ضحیٰ میں ۶ پارے۔ پھر ڈاک ظہر تک، سنن ظہر ۳ پارے۔ بعد ظہر بالنظر ۸ پارے بعد عصر سماع یحییٰ وغیرہ ۳ پارے۔ میزان ۳۲ پارے۔[۲]

۱۳۸۶ھ کا رمضان اور اس کے معمولات

۱۳۸۶ھ ۶۷-۱۹۶۶ء کا رمضان بھی اسی شان سے آیا، حضرت عالی میں رمضان گذارنے والوں کی تعداد گذشتہ سالوں سے زیادہ تھی۔ تقریباً سو اشخاص حضرت والا کے ساتھ ۲۹ر شعبان کی شام کو دار جدید منتقل ہوئے

---

[۱] سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی۔ تالیف مولانا محمد ثانی حسنی ص۱۱۲ ص۱۱۳۔

[۲] روزنامچہ حضرت مدظلہ العالی۔

حسب سابق اس تعداد میں اضافہ ہوتا رہا - آخر رمضان تک یہ تعداد چار سو سے متجاوز ہو گئی تھی ، اس رمضان کی بھی مفصل سرگذشت اور نظام الاوقات منور حسین صاحب کے ہی قلم سے پڑھئے مولانا لکھتے ہیں :-

"۲۹ ر شعبان کو فجر کی نماز سے پہلے ہی مہمانوں اور معتکفوں نے اپنی اپنی جگہوں پر قبضہ کرنا اور بستر بے پھیلانا شروع کر دیئے چنانچہ بعد فجر لوگ گئے تو اکثروں کو تیسری صف میں جگہ ملی ، حضرت پہلے ہی اعلان فرما چکے تھے کہ ۲۹ ر شعبان کو بعد عصر مسجد ہی سے اعتکاف گاہ منتقل ہو جائیں - چنانچہ تشریف لے گئے ، اور نوّے سے اوپر سو سے تین چار کم مہمان بھی مسجد دار الطلبہ جدید میں اقامت و اعتکاف کی نیت سے پہونچ گئے ، حالانکہ مسجد بہت وسیع اور اندر چھ صفوں کی جگہ ہے مگر مہمانوں اور سامان سے مسجد بھر گئی - چنانچہ جو مہمان رات کو یا صبح سے پہلے یا بعد پہونچے ان کو مسجد کے برآمدے میں جگہ دلوائی گئی ، شام کے دستر خوان میں سو سے کم اور سحری کے وقت سو سے زائد مہمان ہو گئے تھے ، پھر مہمان آتے گئے ، اور برآمدہ مسجد کے پُر ہو جانے پر اندرون مسجد جگہ جا بجا دلوائی گئی ، اور ہر مہمان کو تو تقریباً ڈیڑھ فٹ کی جگہ اخیر کے دو عشروں میں میسر رہی -

مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے دوسرے عشرہ کے وسط میں ایک عظیم الشان خیمہ نصب کرایا گیا - یعنی مسجد کے کھلے صحن میں وہ بھی اخیر عشرہ میں بھر گیا ، پہلے ہی سے دار الطلبہ جدید کے چھ کمروں کو خالی کرا لیا گیا ، چنانچہ پہلے دوسرے عشروں میں تو صرف

معززین کو ان کمروں میں چارپائیوں پر ٹھہرایا جاتا تھا، مگر اخیر عشرہ میں دو کمرے تو معززین کے لئے رہے، باقی چار کمروں میں پرال ڈالوا کر عام مہمانوں کو ٹھہرایا گیا۔ بعد کو سب ہی کمروں میں پرال پڑے، ۲۳ر سے ۲۸ر تک تقریباً پونے تین سو مہمان دستر خوان پر کھاتے رہے۔ مزید مولوی نصیر الدین صاحب کے پاس کھاتے رہے۔

اس سال تبلیغی جماعتیں علما، اور مدرسین اور اہل علم کثرت سے آئے، حضرت نے متعدد اشخاص کو اجازت دی، گجرات بمبئی پالن پور کے مہمانوں کی تعداد نمایاں تھی، یوں یو، پی والوں کی تعداد مجموعی طور پر زیادہ تھی، افریقہ، انڈمان، میسور، مدراس بنگال، اڑیسہ، بہار اور آسام کے مہمان بھی تھے۔

ظہر سے عصر تک تلاوت فرماتے رہتے، تمام مہمان ذکر میں مشغول رہتے عصر تک اکثر ذکر جہری میں بعض ذکر سری یا مراقبہ میں اور کچھ تلاوت میں، بات چیت کرنے کی قطعی اجازت نہیں تھی عام ہدایت تھی کہ ہمارے یہاں آؤ تو بات چیت نہ کرو خواہ سو رہو یا خاموش بیٹھے رہو کوئی حرج نہیں، عصر کے بعد کتابیں سنائی جاتیں امداد السلوک، علامہ سیوطی کا ایک رسالہ، نیز ایک اور رسالہ پھر اتمام النعم ترجمہ تبویب الحکم، پھر اکمال الشیم شرح اتمام النعم، سلوک کی کتابیں پورے رمضان میں سنائی گئیں، افطار سے پندرہ منٹ پہلے کتاب سنانی موقوف کر دیتے اور پردہ میں مراقب ہو

جاتے۔ مدنی کھجور اور زمزم سے افطار فرماتے کچھ کھانے کا معمول نہیں تھا، پھر مراقب ہو جاتے نماز مغرب کے بعد تقریباً پون گھنٹے نوافل میں مشغول رہتے، پھر دو انڈے کی زردی نوش فرما کر ایک پیالی چائے پی لیتے، اور پردہ ہٹا دیا جاتا۔

تقریباً سوا سات بجے عام مجلس شروع ہو جاتی نئے آنے والوں سے مصافحہ فرماتے اور کب تک قیام کا سوال فرماتے اور محل قیام کے لئے ہدایت فرماتے، پھر آٹھ بجے تک بزرگوں کے واقعات بیان فرماتے، اسی درمیان میں بیعت بھی ہوتی، اذان ہوتے ہی نماز کی تیاری کو فرماتے خود ضروریات سے فارغ ہوتے اور نوافل شروع فرماتے۔ تراویح سے فراغت پر سورہ یٰسین کا ختم ہوتا، اور دیر تک دعا فرماتے رہتے۔ تبلیغی جماعت کے مخصوص حضرات ہوتے تو ان سے دعا کی فرمائش کرتے پھر کتاب سنانے کا سلسلہ ساڑھے گیارہ بجے تک رہتا، اور تبلیغی کارروائی سنائی جاتی، اس کتابی مجلس کے اختتام پر تقریباً ۱۲ بجے پردہ گرا دیا جاتا۔

اس سال گھر والوں اور دوستوں کے اصرار و تقاضا اور اس بنا پر کہ بالکل فاقہ رہنے پر پیاس کا غلبہ ہوتا تھا، اور پانی پینے پر معدہ میں رطوبت بہت بڑھ گئی تھی جس کے نتیجہ میں رمضان کے بعد بھی کچھ عرصہ تک کچھ کھایا پیا نہیں جاتا تھا، افطاری کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ حضرت کچھ تنفکہ فرما لیتے پون بجے تک مخصوص مجلس جاری رہتی مراقبہ کی کیفیت رہتی ایک بجے

کے بعد سو جائے، چار بجے اٹھتے ضروریات سے فارغ ہو کر نوافل میں مشغول ہو جاتے صبح صادق سے پہلے پاپے کے چند چمچے نوش فرما کر ایک پیالی یخنی نوش فرماتے پھر نوافل میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ اذان ہو جاتی۔ [1]

۸۸-۸۷ ۱۳ھ کے رمضان

سنہ ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء اور ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء کے رمضان میں بھی یہی معمولات رہی، احوال وکیفیات رہے جو گذشتہ سالوں میں تھے، وہی نظام الاوقات، ویسی ہی ذکر کی مجلسیں اور تلاوت کی محفلیں، ویسے ہی حضرت کی توجہ اور طالبین کا استغراق و انہماک غرض ہر لحاظ سے پچھلے سالوں کا عکس اور مثنیٰ رہے۔

رمضان ۱۳۸۹ھ حرمین میں

اس سال ماہ صفر (اپریل ۱۹۶۹ء) میں حجاز مقدس کا سفر ہوا، اور ماہ مبارک میں بھی وہیں قیام کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ اس رمضان کا نصف اول بلدالحرام میں اور نصف آخر دیارِ حبیب میں گذارنے کی سعادت نصیب ہوئی حضرت اس رمضان کی کیفیات و یکسوئی کو بہت یاد فرماتے ہیں رمضان ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:۔

"مجھے اپنا یکسوئی کا رمضان، اور گذشتہ سال مدینہ منورہ کا رمضان بہت یاد آرہا ہے۔" [2]

---

[1] سوانح محمد یوسف، مولانا محمد ثانی حسنی ص ۱۳۔۱۱۵ [2] صحبتے با اولیاء ص ۱۳۹۔

افسوس ہے اس رمضان کے نظام الاوقات اور مفصل معمولات نہ مل سکے۔ حضرت مدظلہ العالی کی آپ بیتی میں مختصر سا ذکر آیا ہے:۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

"۲۰ر نومبر (۲۹ر شعبان عربی اور ۲۷ر ہندی) یکشنبہ کو ۳½ بجے ۶ بی علی میاں کے ساتھ مدینہ پاک سے چلے چونکہ اس مرتبہ رابطہ عالم اسلامی کی گاڑی علی میاں کے ساتھ رہی ان کے اصرار پر ناکارہ بھی رابطہ عالم اسلامی کی گاڑی میں ۱۰½ بجے صولتیہ پہونچے اور اپنی عصر پڑھی، بقیہ رفقاء اکثر اسماعیل اور ملک صاحب کی گاڑی میں، مغرب سے عشاء تک حسب معمول حرم میں قیام رہا اور عشاء اطمینان سے پڑھنے کے بعد مدرسہ صولتیہ واپس پہونچے تو ایک دم لوگوں کی آواز شروع ہو گئی۔ حالانکہ وہاں دستور قدیم کے موافق یہ سنا گیا تھا کہ اگر عشاء کی نماز کے بعد گولوں کی آواز آئے تو آدھ گھنٹہ بعد تراویح کی نماز شروع ہوتی ہے، مگر ہم لوگ آواز سنتے ہی پیشاب وضو سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں پہونچے تو دو رکعت تراویح کی ہو چکی تھیں، حرمین شریفین میں معمول یہ ہے کہ دو حافظ مل کر تراویح پڑھاتے ہیں امام آدھا پارہ پڑھتا ہے اس ناکارہ کا معمول تراویح اور کھانے سے فراغ پر یہ تھا کہ تنعیم جا کر روزانہ عمرہ کرتا علی میاں کبھی ساتھ ہوتے اور اکثر دہ دن میں ہی عمرہ سے فارغ ہو جاتے تھے۔ ۱۵ر دن مکہ مکرمہ میں قیام رہا ۲۴ر نومبر

۱۵ ر رمضان چہارشنبہ کو زکریا مکہ مکرمہ سے مدینہ پاک روانہ ہوا۔[1]

۱۳۹۰ھ کا رمضان سہارنپور میں

یہ رمضان سہارنپور میں ان تمام روایات و معمولات کے ساتھ آیا جو حضرت مدظلہٗ العالی کی عادت ثانیہ، طبیعت اور مزاج بن گئی ہیں، اس سال کے مفصل احوال و نظام الاوقات مولانا تقی الدین ندوی بیان کرتے ہیں:-

شنبہ (۲۹ر شعبان ۱۳۹۰ھ اکتوبر ۱۹۷۰ء) کو حسب سابق دارالطلبہ جدید کی مسجد میں معتکفین اور حجروں میں بقیہ مہمانوں کے قیام کا نظم کیا گیا، ناظم الامور محترم مولانا منور حسین صاحب مدظلہٗ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ مدرسہ قدیم سے دارالطلبہ جدید سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ عصر تک سب لوگ منتقل ہو گئے۔ اور نماز عصر کے بعد حضرت اقدس مدفیوضہم بھی مسجد میں تشریف لائے، رویت ہلال کا انتظار رہا، مگر ۲۹ر کا چاند نظر نہ آیا، ۳۰ر کو سب لوگ اپنے اپنے معمولات و تلاوت وغیرہ میں مشغول رہے، نیز ۳۰ر کو صبح کی نماز کے بعد فضائل قرآن سے صلوٰۃ التسبیح کا باب پڑھا گیا؛ اس کے بعد محترم مولانا منور حسین صاحب نے اعلان فرمایا کہ اس نماز کو آج ایک مرتبہ سب لوگ حصول فضیلت کی نیت سے ضرور پڑھ لیں اور ماہ مبارک میں بھی کم از کم ایک دو مرتبہ اس پر عمل کر لیا جائے۔[2]

---

[1] آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ صد ۲۹۳ ج ۴ [2] صحبتے با اولیاء ص ۲۶۔

آنے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا رہا۔ اس سال یکم رمضان المبارک کو واردین کی تعداد تین سو تیرہ ہو گئی تھی جو ..... اصحاب بدر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی تعداد تھی۔ جب حضرت مدظلہ العالی سے اس کا ذکر ہوا تو بے حد مسرت کا اظہار فرمایا، اور کہا:

"حق تعالیٰ جیسی ہماری صورت ہے، ویسی ہی ہماری حقیقت بھی بنا دے" [۱]

۔ اخیر رمضان میں مستقل مقیمین کی تعداد چھ سو تک پہونچ گئی تھی [۲] مختصر مدت کے لئے آنے والے مہمان اس کے علاوہ تھے۔

صحبتے با اولیاء کا تعارف

حضرت کے ملفوظات کا مجموعہ "صحبتے با اولیا" جس کے بار بار حوالے گذرے اسی رمضان کی یادگار ہے، حضرت مدظلہ العالی مغرب کے بعد عمومی مجلس میں حاضرین کی تربیت و اصلاح کے لئے جو کچھ ارشاد فرماتے مولانا تقی الدین ندوی مجلس کے بعد اسے قلم بند کر لیتے، یہ مجموعہ صحبتے با اولیاء کے نام سے پہلی بار ۹۲ ۱۳ھ ۔ ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا، اس مجموعہ کو ممتاز اہل علم نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، اور اس کی افادیت و تاثیر کا اعتراف کیا۔

۱۳۹۱ھ کا رمضان:-

یہ رمضان بھی سہارنپور میں ہی گذرا، اس کے بھی وہی معمولات اور

---

[۱] صحبتے با اولیاء صـ ۲۶ [۲] صحبتے با اولیاء صـ ۱۳

احوال و کیفیات تھے جو گذشتہ رمضانوں میں رہے۔ تفصیلات مولانا تقی الدین ندوی کے قلم سے پڑھئے۔ مولانا اس رمضان کے نظام الاوقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"عام طور پر صبح صادق سے ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے سب لوگ بیدار ہو جاتے، تہجد وغیرہ سے فارغ ہو کر سحری کھاتے ہیں۔ اس کے بعد نوافل یا تلاوت وغیرہ میں سب لوگ صبح صادق تک مشغول رہتے ہیں، نماز اول وقت میں ہوتی ہے، نماز کے بعد ۹ - ۱۰ بجے تک سب لوگ آرام کرتے ہیں، رات کا عالم معلوم ہوتا ہے۔ دس بجے سے ساڑھے دس تک کسی کا بیان یا مواعظ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی مسجد کے صحن میں سنائی جاتی ہے، اس کے بعد ظہر تک تلاوت وغیرہ کا معمول ہے نماز ظہر کے بعد ختم خواجگان اور دعا ہوتی ہے، ظہر سے عصر تک ذکر کی مجلس ہوتی ہے، نماز عصر کے بعد کوئی کتاب عام طور پر امداد السلوک و اکمال الشیم سنائی جاتی ہے جو غروب سے پندرہ بیس منٹ پہلے بند کر دی جاتی ہے اور حاضرین دعا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ افطاری، اور مغرب کی نماز اور اس کے تھوڑی دیر بعد کھانا اور چائے ہوتی ہے۔

اس کے بعد سب لوگ حضرت اقدس مدفیوضہم کے معتکف کے قریب جمع ہو جاتے ہیں، یہ ملفوظات (صحبتے باولیاء) اکثر اسی مجلس میں بیان فرماتے ہیں، البتہ امسال اس مجلس

میں حضرت شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب "نسبت صوفیہ" وغیرہ سنائی گئی، اور اذان کے قریب حضرت اقدس بیعت فرماتے ہیں۔ بیعت کے وقت کا عجیب منظر ہوتا ہے جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے اور عشاء کی نماز، تراویح وتر میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے، اور ہر عشرہ میں ایک ختم کا معمول ہے۔ اور دو عشروں میں مولوی سلمان صاحب سلمہٗ کا تراویح پڑھانا معمول رہا ہے بہت صاف ورواں پڑھتے ہیں، البتہ ایک عشرہ میں ہر سال مختلف لوگوں نے قرآن سنایا، وتر کے بعد ختم سورہ یٰسین و دعا کا معمول ہے، اور ایک دو مرتبہ بعض لوگوں نے حفظ کی نیت سے حضرت اقدس کو قرآن سنایا۔ ایسے موقع پر یٰسین شریف کے بعد کی دعا اخیر میں ہوتی ہے، اس کے بعد ایک مختصر مجلس ہوتی ہے۔ جس میں فضائل رمضان وفضائل درود سنائی جاتی ہے کبھی صرف فضائل درود کے درود وتحیات پر اکتفا کیا گیا، اس کے بعد سب حضرات نوافل وتلاوت وغیرہ معمولات میں مشغول رہتے ہیں۔

بعض باہمت حضرات شب بیدار بھی رہتے ہیں عام طور پر ۱۲ بجے شب کے بعد لوگ سونے کی تیاری کرتے ہیں۔[1]

---

[1] صحبتے با اولیاء (حاشیہ) صہ ۷-۸۔

رمضان ۱۳۹۳ھ حرمین میں۔

۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء کا رمضان بھی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً اور مدینۃ الرسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں گذرا، اس رمضان کے مفصل معمولات اور نظام الاوقات معلوم نہ ہو سکے حضرت مدظلہٗ العالی کے ایک گرامی نامہ سے مکہ معظمہ کا مختصر نظام الاوقات ملا ہے، حضرت مدظلہٗ العالی تحریر فرماتے ہیں:-

"ابتک نظام الاوقات یہ بنا ہے کہ میرا افطار تو حسب سابق ایک عدد کھجور سے بغیر زمزم کے حرم شریف میں پیشاب کے ڈر کے مارے اس وقت کا زمزم بھی موقوف مغرب کے بعد میرے رفقاء جن میں سے ۷۔۸ کا کھانا ماموں یامین صاحب میرے حساب میں پکوادیں گے، اور عبدالوحید اپنے ۵۔۶ اقارب کا کھانا حسب دستور مع میرے مہمانوں کے لے کر آئے گا، اور حسب دستور حرم شریف میں مغرب کے بعد کھالیں گے تراویح کے بعد صولتیہ میں آکر میں تو پیشاب وضو وغیرہ کروں گا، اور کاندھلوی رفقاء ابوالحسن کی مدد سے چلے پڑیں گے اس کے بعد پھر تنعیم جانا ہے، اور عمرے کے بعد سید ھے سعدی کے یہاں عشاء کے بعد طواف موقوف، صبح کو

۹ ½ بجے (عربی) کھانا کھاتے ہیں" [1]

رمضان ۱۳۹۴ھ سہارنپور میں

۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴ء کا رمضان سہارنپور میں ہوا۔ اس رمضان کے لئے بھی وہی اہتمام والتزام ہوا جو برسوں سے معمول ومشہور ہے۔ ایک حاضر باش نے (جسے اس سال رمضان میں حاضری کی سعادت حاصل رہی) اپنی ڈائری میں حضرت کے یہاں رمضان کے شب وروز کے معمولات کا ان الفاظ میں اندراج کیا ہے:۔

"یہاں کا پروگرام یہ رہتا ہے کہ صبح تین بجے سحری کے لئے بیدار کر دیا جاتا ہے ساڑھے چار بجے تک تمام مہمان کھانے اور چائے سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ آجکل مہمانوں کی تعداد ساڑھے چھ سو کے قریب بتائی جاتی ہے (اخیر عشرہ میں یہ تعداد گیارہ سو تک پہونچ گئی تھی) صبح صادق کے بعد اول وقت فجر پڑھ کر سب مہمان سو جاتے ہیں، اور ۸ ½ نو بجے یا اس کے بعد حسب خواہش اٹھتے رہتے ہیں بعض حضرات اس کے بھی بہت بعد تک سوتے ہیں اس کی باقاعدہ اجازت حاصل ہے کہ معتکفین نماز کے اوقات کے سوا جس وقت تک چاہیں سوتے رہیں کوئی دوسرا

---

[1] مکتوب گرامی مورخہ ۲۹ر ستمبر ۱۹۷۳ء (غالباً یکم رمضان عربی) بقلم مولوی حبیب اللہ چمپارنی، بنام مولوی نصیر الدین صاحب۔

ان کی نیند میں مخل نہ ہو۔

ٹھیک دس بجے مولانا عبید اللہ بلیاوی کا بیان شروع ہو جاتا ہے جو بالعموم چالیس منٹ کا ہوتا ہے جو حضرات بیدار ہو جاتے ہیں وہ سب بیان میں شریک رہتے ہیں، اس کے بعد سب ہی حضرات حسب توفیق تلاوت یا نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں، زوال تک یہی عمل رہتا ہے، اس کے بعد سب حاضرین سو جاتے ہیں دو بجے ظہر کی اذان ہوتی ہے، اذان کے بعد سب اٹھتے ہیں۔ ظہر کے بعد متصلاً ختم خواجگان کا معمول ہے، اس کے بعد مجلس ذکر گرم ہوتی ہے، جن حضرات کو ذکر کی اجازت ہے وہ سب ذکر کرتے ہیں، باقی حضرات تلاوت میں مشغول رہتے ہیں، اس مجلس انوار و تجلیات کی حلاوت و لطافت کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے۔ بیان نہیں کیا جاتا، شاید یہی محفل سب سے نشاط آور اور پر کیف ہوتی ہے۔

اس مجلس کے بعد کچھ معتکفین آرام کرتے ہیں، اور بعض باہمت حضرات تلاوت میں مصروف ہو جاتے ہیں نماز عصر تک یہی سلسلہ رہتا ہے، کچھ سونے میں اور کچھ تلاوت و تسبیح میں، عصر کی نماز کے بعد امداد السلوک یا اکمال الشیم میں سے میں کوئی ایک کتاب پڑھی جاتی آجکل امداد السلوک ہو رہی ہے مولانا معین الدین مراد آبادی

پڑھتے ہیں، مولانا کا انداز بیان ایسا پرجوش و پرجلال ہوتا ہے کہ سامعین پر ایک محویت اور رعب سا طاری ہو جاتا ہے، مجھ جیسے کم فہم جو صوفیا کی اصطلاحات سے ناواقف اور ان مقامات وکیفیات سے ناآشنا ہیں، کتاب کے معانی ومطالب سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، مگر مولانا کی پرجلال آواز اور ماحول کا سحر اس مجلس کا اسیر رکھتا ہے، یہ مجلس افطار سے دس پندرہ منٹ پہلے اختتام پذیر ہوتی ہے۔

اس مجلس سے اٹھ کر سب دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں، دسترخوان پر متوسط افطاری لگی ہوئی ہوتی ہے، امرود کیلے وغیرہ کی چاٹ، سیب کی قاشیں اور چنے جنہیں ہمارے یہاں گھونگنیاں کہا جاتا ہے، اور کچھ فاصلے سے آٹھ آٹھ دس دس ہندوستانی کھجوریں رہتی ہیں، اور مدنی کھجور بھی تبرکاً تقسیم ہوتی ہے، ٹھنڈے پانی کا وافر مقدار میں معقول انتظام رہتا ہے، افطار کے بعد اتنا وقفہ دیکر نماز ہوتی ہے جس میں سب پانی پی لیں اور کلی وغیرہ کرلیں، نوافل کے بعد کچھ اشخاص اوابین میں مشغول ہو جاتے چند افراد اسی وقت نوافل میں قرآن پاک سناتے ہیں سات بجے کھانا شروع ہوتا ہے جو سوا آٹھ تک اختتام کو پہنچتا ہے کھانے میں نان گوشت کے علاوہ ..... گجراتی کھچڑی اور اکثر پلاؤ بھی ہوتا ہے کھانے کے بعد مولانا مفتی کفایت اللہ

وغیرہ گجراتی صاحبان کی جانب سے چائے کا بہت اچھا انتظام ہے۔ جو حضرات کھانے اور چائے سے فارغ ہو جاتے ہیں وہ حضرت کے خلوہ کے قریب آکر بیٹھتے رہتے ہیں، آٹھ بجے کے قریب خلوہ کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اور حضرت مدظلہٗ العالی مختلف نصائح، عبرت آموز واقعات اور تصوف کے بعض اسرار و نکات پر مختلف کلمات ارشاد فرماتے رہتے ہیں، مجلس کے اختتام کا قریب ہوتا ہے تو خواہش مندوں کو بیعت فرماتے ہیں، مولوی احمد لولات صاحب گجراتی حضرت کے کلمات بلند آواز سے حاضرین تک پہونچاتے ہیں بیعت کے بعد مختصر سی دعا اور اس کے بعد بیعت ہونے والوں کے لئے معمولات کا کتابچہ لینے کی ہدایت اور ابتدائی ضروری معمولات کے اعلان کے ساتھ مجلس ختم ہو جاتی ہے۔

نو بجے عشا کے فرض ہوتے ہیں، سوا نو بجے تراویح شروع ہو جاتی ہے جو ساڑھے دس، پونے گیارہ کے درمیان ختم ہوتی ہے۔ آجکل تراویح مولانا سلمان صاحب پڑھا رہے ہیں، پانچوں نمازوں کے امام بھی وہی ہیں، تراویح میں تین پارے ہوتے ہیں۔ تراویح کے بعد متصلاً سورہ یٰسین کا ختم ہوتا ہے، تلاوت سورہ یٰسین کے بعد حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی دعا کراتے ہیں، اس کے بعد فضائل رمضان پڑھی جاتی ہے یہ مولوی شاہد صاحب

سناتے ہیں ۔ اس کے بعد حضرت شیخ شب میں واپس جانے والوں، اور دن میں آنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں مصافحہ پر اجتماعی پروگرام ختم ہوجاتے ہیں، یہ وقت عموماً ساڑھے گیارہ کا ہوتا ہے اس کے بعد بلا استثناء تمام معتکفین وغیر معتکفین کی اپنے اپنے رفقاء و محبین کے ساتھ تفہیمات اور چائے کی مجلسیں جمتی ہیں، اس کے بعد کچھ حضرات سوجاتے ہیں، کچھ افراد تھوڑی دیر گپ شپ کے بعد لیٹتے ہیں، کچھ خوش نصیب تلاوت میں مصروف ہوجاتے، اور قرآن پاک سنانے والے نوافل شروع کردیتے ہیں ۔ سماعت قرآن میں عام حاضرین بہت ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں، جگہ جگہ حفاظ قرآن پاک سناتے رہتے ہیں ہر ایک کے ساتھ تین سے پندرہ بیس تک سامعین ہوتے ہیں، بعض عمدہ پڑھنے والوں کے پیچھے ساٹھ ستر تک بھی دیکھے گئے ہیں اسی مبارک مشغلہ میں سحر ہوجاتی ہے ۔ یہی روزانہ کا معمول ہے ۔

رمضان ۱۳۹۵ھ کے احوال۔

رمضان ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء مجمع کی کثرت علماء کرام اور اہل مدارس کے رجوع، مشائخ کرام کی توجہ اور مختلف حیثیات سے گذشتہ سالوں سے ممتاز و منفرد تھا، شروع رمضان میں مجمع ایک ہزار سے متجاوز تھا اور حسب معمول اخیر رمضان تک مہمانوں کی آمد برابر جاری رہی سائیکلو

شب میں حاضرین و واردین کی تعداد کا اندازہ ستائیس سو کا کیا گیا تھا مجمع کی کثرت سے مسجد کی دونوں منزلیں صحن اور حوض کا مسقف حصہ اور اس کے اطراف پر تھے ، وضو اور ضروریات کے لئے اپنے معتکف سے آنا اور راستہ طے کرنا مشکل معلوم ہوتا تھا۔

اس شب میں بعض حاضرین نے مشاہدہ کیا تو ستائیس حفاظ ذوق و شوق سے قرآن پاک سنا رہے تھے اور ان کے پیچھے صف بستہ رحمت و مغفرت کے امیدوار پروانہ عتق من النار کے مشتاق تھے، ان حفاظ میں سے ایک قاری کی تلاوت ان کی تضرع و انابت کی کیفیت، لہجہ کا سوز و گداز، گریہ و بے خودی کا عالم دیکھنے والے کبھی نہیں بھول سکتے۔

رمضان ۱۳۹۶ھ

اس سال اندرون ملک ہنگامی حالات (INTERNAL EMERGENCY) کے نفاذ کی وجہ سے خوف و ہراس کی فضا عام تھی۔ اور نس بندی کی بلا ہر پیر و جوان کے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔ تاہم آنے والے آئے، اور حضرت کے زیر سایہ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے لطف اندوز ہوئے، اس رمضان کے معمولات حضرت مدظلہ العالی کے روزنامچہ سے نقل کئے جاتے ہیں۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

"نظام الاوقات زکریا۔ بعد مغرب اوابین ایک پارہ، اس کے بعد مجلس میں بجائے زبانی کچھ کہنے کے ضعف دماغ کی وجہ سے صوفی اقبال کا رسالہ " اکابر کا سلوک و احسان" تا اذان عشاء، اذان پر بیعت، تراویح از ۹ $\frac{1}{2}$ تا ۱۱۔

اس کے بعد ۱۲ بجے کواڑ بند، تراویح کے بعد فضائل رمضان ہوتی تھی، مگر امسال حکومت منجملہ مظالم کے یہ بھی تھا کہ ½ ۱۱ کے بعد جس کو دیکھا اس کو پکڑا کرنس بندی کر دی جس کا بہت زور ایک سال سے چل رہا ہے مسلمان نہایت پریشان اپنے اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں، اس لئے تراویح کے بعد اعلان کیا جاتا کہ مقامی حضرات فوراً چلے جائیں کہ یہ کتاب تمہاری سنی ہوئی ہے۔ خواہ مخواہ پولیس دق کرے گی، ۱۲ تک فضائل رمضان، ایک تک عمومی خصوصی ملاقات ایک سے تین تک نوم۔

عمومی کھانے کے لئے ½ ۲ پر سب کو اٹھا دیا جاتا ہے، اور ۳ تک سب فارغ ہو جاتے ہیں، اور تلاوت وغیرہ میں لگ جاتے، ۴ تک تہجد استنجا وغیرہ۔ اس سال ضعف دماغ کی وجہ سے بجائے دو کے ایک ہی پارہ رہ گیا، جو بڑی مشکل سے پورا ہوتا ہے، ۴ بجے سحور، صبح صادق کے بعد اول وقت نماز، پھر آنے جانے والوں سے مصافحہ، اس کے بعد ۹ بجے تک نوم، اس کے بعد بجائے پارہ بالنظر کے اسماع ایک پارہ، پھر چاشت تحیۃ الشکر والحاجہ وغیرہ تا ۱۱۔ گیارہ سے ۲ تک استراحت پھر وضو، سنتوں میں ایک پارہ، بعد ظہر ختم خواجگان، اس سال ضعف دماغ کی شدت کی وجہ سے حکیموں کا پارہ ملتوی کر دیا، کہ بعض دن

دورانِ سر کی وجہ سے بالکل نہیں پڑھا گیا - البتہ مولوی احمد کو بعد ظہر سنانا شروع کیا کہ تھوڑا سا ہو جاتا، پھر روک دیا جاتا - ذکر بالجہر ½۴، آمد اسباط ½۴، اذان عصر بعدہ نماز ½۵ بعدہ کتاب، ارشاد تا افطار، اس سال دوپہر کی تقریر مستقل ۱۰ سے ۱۱ تک مولانا عبید اللہ ؒ

گذشتہ سطور سے معلوم ہو گیا ہے کہ سخت حالات کی وجہ سے آنے والوں کی تعداد نسبتاً کم رہی مگر معمولات اور نظام الاوقات میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔

معمولاتِ رمضان ۱۳۹۷ھ

یہ رمضان بھی سہارنپور میں گذرا - مہمانوں کی آمد و رفت گذشتہ سال کی نسبت زیادہ رہی - عام معمولات گذشتہ سال کی طرح تھے - مفصل نظام الاوقات حضرت کے روزنامچہ سے نقل کیا جاتا ہے :-

"بعد مغرب قرآن پاک تو اس سال نہ ہو سکا دورانِ سر کی وجہ سے معمولات قدیم سنن نفل العرش، تحیۃ الشکر، صلوٰۃ الحاجۃ اس کے بعد اوراد معمول، حزب البحر وغیرہ - نیز نسوہ خمر از قل یا قل اعوذ از بدایۃ - بسم اللہ الخ - وبہا الاختتام، اور اس کے بعد چائے اور کوئی چیز شروع میں تو علالت کی وجہ سے بالکل نہ کھائی گئی -

"کھانے سے فراغ کے بعد ½۸ سے مجلس عامہ تا ۹ اسی میں بیعت ۹ کے بعد اذان، تراویح سلمان از ½۹ تا پونے گیارہ ۱۰ اس کے بعد اکابر کا رمضان ½۱۱ تک بندش دروازہ ½۱۲ تا ½۲ مجمع کی زیادتی کی وجہ سے آدھ گھنٹہ نیچ انا باب مقدم کیا گیا۔ نوم بعد صبح

تا ۹، اس کے بعد ضحی بسور، قرآن پاک باالنظر ایک پارہ دو مرتبہ یٰسین تین مرتبہ للشیخ و باالاصول، اصول الاربعۃ وللمحسنین، اس کے بعد ۱۱ تا ۱ مختلف ملاقاتیں - ایک تا ۲، استراحت، چونکہ اس سال پیر ہی کے دن (۲۹ رشعبان) سے بخار کی شدت ہوگئی تھی اس لئے شروع میں تو چائے کے سوا (وہ بھی آدھی پیالی) اور دو انڈے کے سوا کچھ کھانے کی نوبت نہیں آئی - نہ شروع میں نہ آخر میں -

۲ ½ سے مہمانوں کا آنا شروع ہوتا ہے اور ۴ تک سلسلہ چلتا ہے کھانے سے اور چائے سے فراغ پر ۴ بج کر دس پر (سحری کی) بند تک دوپہر کو۔ ۱ سے ½ ۱۰ ایک تقریر مولانا عبید اللہ - مگر وہ بھی بیمار رہے محمد نیابت کرتا ہے - بعد ظہر ختم خواجگان وذکر - بعد عصر اکابر کا سلوک پھر ارشاد، پھر الکمال - بعد تراویح اکابر کا رمضان پھر فضائل رمضان - تقریر محمد از ۱۰ — ½ ۱۰، مولوی عبید اللہ صاحب کا معمول تھا - لیکن امسال وہ بہت زیادہ بیمار رہے - اور محمد کی تقریر کے بجائے پھر مولانا عبد الحلیم نے شروع کردی کہ اس نے جوش میں آکر مدرسوں اور خانقاہوں پر تبرا کردیا تھا اس لئے بند کردی -

اس سال قرآن پاک نہ حفظ ہوسکا نہ سنانے کا بہت زیادہ دوران سر کا سلسلہ رہا - باالنظر دو قرآن ہوئے - بعد مغرب سے اذان عشاء وقتاً فوقتاً مجلس نہیں ہوئی - لیکن جب ہوئی تو پھر علماء کو مختلف طریقوں سے مدارس کے چندہ مال کے سلسلہ میں - اور دوسرے مدارس کے گھٹانے بڑھانے کے سلسلہ میں بات چیت ہوئی -

اس اقتباس سے حضرت مدظلہٗ العالی کے ان چند مخصوص معمولات کا بھی

علم ہوتا ہے۔ جن کا گذشتہ صفحات اور آپ بیتی میں ذکر نہیں آیا ہے۔

رمضان ۱۳۹۸ھ تا ۱۴۰۰ھ۔

۱۳۹۸ھ کا رمضان (مطابق اگست ۱۹۷۸ء) مدینہ منورہ میں گذرا بہت جستجو کے باوجود وہاں کے معمولات اور نظام الاوقات نہیں ملا۔ ۱۳۹۹ھ کا رمضان سہارنپور میں گذرا۔ مگر اس سال مجمع نسبتاً کم رہا۔ معمولات گذشتہ سے پیوستہ سال کے مطابق رہے۔

رمضان ۱۴۰۰ھ فیصل آباد (سابق لائل پور) میں گذرا۔ مولانا مفتی زین العابدین کے مدرسہ میں قیام رہا۔ فیصل آباد کی مشہور زمانہ گرمی کے باوجود اہل ذوق اور طالبین دور دراز گوشوں سے آئے۔ ہندوستان سے بھی متعلقین ومتوسلین کی ایک بڑی تعداد حاضر خدمت ہوئی۔ آخری عشرہ میں مہمانوں کی تعداد ایک ہزار تک ہو گئی تھی۔ افسوس ہے نظام الاوقات نہیں حاصل ہو سکا۔

خاتمہ کلام

خدا کرے یہ سلسلہ فیض دراز سے دراز تر ہو اور امت کو اس چشمہ فیض سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا ہو۔

دور چلتا ہی رہے گردش میں پیمانہ رہے
میکشوں کے سر پہ یارب پیر میخانہ رہے

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY
دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڈھ
AZAMGARH U.P.